نصرة

میگزین

شمارہ نمبر 17

جمادی الاول/ جمادی الثانی 1435 بمطابق مارچ/ اپریل 2014

عطاء بن خلیل ابوالرشتہ (امیر حزب التحریر)

خلافت قائم کرنے کیلئے مسلمانوں کو کتنے عرصے تک مہلت دی جائے گی

جنرل راحیل شریف کے نام کھلا خط

مظاہرے: امریکی راج ختم کرو ایمبیسی اڈے بند کرو

شہداء کے سردار

صرف امریکی مفاد کیلئے ایران سُنی ۔شیعہ فرقہ واریت کو ہوا دے رہا ہے

سیاسی دھوکہ: ایک جنگ سے دوسری جنگوں کی طرف منتقلی

فہرست

نصرۃ میگزین: شمارہ16

Rs 30

یہ معاملہ آئین کا ہے

23 مارچ، یوم پاکستان، مسلمانانِ پاکستان کی تاریخ میں دو حوالوں سے اہمیت کا حامل ہے۔ اول 1940 کی قرارداد لاہور ہے جو پاکستان کے قیام سے سات سال قبل منظور کی گئی تھی۔ یہ قرارداد مسلمانوں کی اس خواہش کی آئینہ دار تھی جس کے تحت دو سو سال پر محیط سلطنت برطانیہ کے تسلط سے غلامی کے بعد وہ اپنے معاملات کو اپنے اختیار میں لینا چاہتے تھے۔ دوئم یہ کہ 1956 میں پاکستان برطانوی دولتِ مشترکہ، جس کی سربراہ ملکہ برطانیہ تھی، سے اسلامی جمہوریہ میں تبدیل ہو گیا۔ اور یہ مسلمانوں کی اس مخصوص خواہش کا نتیجہ تھا کہ وہ اپنے معاملات اسلام کی بنیاد پر چلانا چاہتے ہیں۔

یہ بات اسی وقت سے موضوعِ بحث رہی ہے کہ اسلامی جمہوریہ کی وضع قطع کیا ہو گی۔ یہ بحث آئینی بحرانوں، اصلاحات اور تنقیدی جائزوں کے دوران اکثر بھڑک جاتی۔ حالیہ دنوں میں اس بحث میں ایک اہم موڑ یہ آیا کہ بذاتِ خود اسلامی جمہوریت کے تصور پر ہی سوال اٹھایا جانے لگا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ چیلنج دو مخالف نظریاتی تحریکوں، جمہوریت پسند لبرل اور خلافت کے داعیوں کی جانب سے آیا ہے۔

جمہوریت پسند لبرل یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کو صرف جمہوریہ ہی ہونا چاہیے۔ وہ اپنے اس مطالبے کے حق میں مضبوط دلائل پیش کرتے ہیں جس کی بنیاد سرمایہ دارانہ نظریہ حیات ہے جس کے تحت مذہب کو لازمی زندگی کے معاملات سے الگ رکھا جانا چاہیے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ کسی بھی جمہوری ملک نے اپنے نام کے ساتھ مذہب کو منسلک نہیں کیا ہے چاہے وہ عیسائی ہوں، یہودی ہوں یا ہندو ہوں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس بات پر فخر کرنا کہ ہم دنیا کی پہلی اسلامی جمہوری ریاست ہیں ایک غلط دعویٰ ہے کیونکہ اس اسلامی جمہوریت کا پورا تصور ہی غلط ہے۔ وہ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان کو صرف جمہوریہ کہا جانا چاہیے اور اگر کسی سابقے کی ضرورت ہے تو عوامی کا اضافہ کر کے پاکستان کو عوامی جمہوریہ پاکستان کہا جانا چاہیے۔

جہاں تک خلافت کے داعیوں کا تعلق ہے تو وہ بھی یہ کہتے ہیں اسلامی جمہوریہ کا تصور ہی غلط ہے لیکن وہ اس کو غلط قرار دینے کے بالکل جدا اور منفرد نظریاتی دلائل پیش کرتے ہیں۔ یقیناً اسلام میں جمہوریت یا عوامی جمہوریہ کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے۔ خلافت میں حکمران عوام کے ذریعے چنا جاتا ہے اور وہ عوام پر حکمرانی کرتا ہے لیکن وہ عوام کی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے حکمرانی نہیں کرتا۔ دوسرے لفظوں میں اقتدارِ اعلیٰ عوام کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ صرف اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔ مزید بر آں اقتدارِ اعلیٰ کبھی بھی عوام کے لیے نہیں ہوتا، چاہے وہ اپنی اصل حالت میں ہو جیسا کہ جمہوریت میں ہوتا ہے یا پھر اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے عوام کی منتقلی کی صورت میں ہو جیسا کہ موجودہ اسلامی جمہوریت میں ہوتا ہے۔ آئینی طور پر اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قانون کو اسلام یعنی قرآن و سنت سے ثابت کیا جانا ضروری ہے۔ چنانچہ خلافت میں مجلس امت، جس کو عوام منتخب کرتے ہیں، اس بات کا حق نہیں رکھتی کہ وہ قانون سازی کرے بلکہ وہ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ خلیفہ صرف اور صرف قرآن و سنت سے اخذ کردہ قوانین کو اختیار کرے اور ان کو نافذ کرے۔

اسلام اور جمہوریت کے متعلق بحث اب عروج پر پہنچ رہی ہے۔ پاکستان کی اکثریت اسلام چاہتی ہے اور اسلام سے جمہوریت کے تضاد کا برملا اظہار کرتی ہے۔ لبرل جمہوریت پسند اس حقیقت کو سمجھ چکے ہیں۔ وہ اپنے اس دعوے سے بھی آگے بڑھ چکے ہیں کہ ایک گمراہ اقلیت پاکستان کو ہائی جیک کرنے کی کوشش کر رہی ہے بلکہ اب وہ یہ اعتراف کر رہے ہیں کہ اکثریت بھی غلط ہو سکتی ہے! اس تمام تر بحث کا فطری انجام یہی ہونا چاہیے کہ پاکستان کو ایک اسلامی ریاست یعنی خلافت قرار دیا جائے اور فوری طور پر اس آئین کو نافذ کیا جائے جس کی ہر ہر شق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے دین میں مضبوطی سے پیوست ہو۔

تفسیر: سورۃ البقرۃ 101-103

عطا بن خلیل ابو الرشتہ(امیر حزب التحریر) کی تصنیف التیسیر فی اصول التفسیر سے اقتباس کا اردو ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِنْ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لاَ يَعْلَمُونَ (البقرة: 101)

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولاَ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلاَ تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلاَ يَنفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنْ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الآخِرَةِ مِنْ خَلاَقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (البقرة: 102)

وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (البقرة: 103)

"جب کبھی ان کے پاس اللہ کا کوئی رسول ان کی کتاب کی تصدیق کرنے والا آیا، ان اہل کتاب کے ایک فرقے نے اللہ کی کتاب کو اس طرح پیٹھ پیچھے ڈال دیا گویا جانتے ہی نہ تھے"(البقرۃ:101)



"اور اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین سلیمان کی حکومت میں پڑھتے تھے۔ سلیمان نے کفر نہ کیا تھا بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں، تو کفر نہ کر، پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند و بیوی میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انھیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے اور وہ جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے آپ کو فروخت کر رہے ہیں، کاش کہ یہ جانتے ہوتے"(البقرۃ:102)

"اگر یہ لوگ صاحب ایمان متقی بن جاتے تو اللہ کی طرف سے انہیں بہترین ثواب ملتا، اگر یہ جانتے ہوتے"(البقرۃ:103)

ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہ بیان فرماتے ہیں:

1 ۔ یہود رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے تھے اور تورات کے ذریعے بحث کرتے تھے اور اس کے ذریعے سوال کیا کرتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ سے روح، اہل کہف اور ذو القرنین کے بارے میں سوال کیے۔ رسول اللہ ﷺ کو اللہ کی طرف سے وحی کی گئی اور آپ ﷺ قرآن سے ان کو جواب دیتے، اور مزید براں ان کی بعض تحریفات کو بے نقاب کرتے جیسا کہ انہوں نے زانی کے سنگسار اور رسول اللہ ﷺ کے اوصاف جو تورات میں مذکور ہیں، کو تبدیل کیا۔ تورات میں بھی رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی بشارت دی گئی تھی۔ جس وقت وہ دیکھتے تھے کہ تورات کے ذریعے حجت بازی بھی ان کی خواہشات کے برعکس ہے تو اس سے بھی منہ موڑتے اور اس کو پس پشت ڈال دیتے (گویا وہ جانتے ہی نہیں) یعنی وہ تورات کو بھی اس طرح پھینک دیتے کہ گویا وہ اس پر ایمان ہی نہیں رکھتے اور اس میں موجود رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کی سچائی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ یہ ان کی جانب سے روگردانی میں حد سے زیادتی کا ذکر ہے کہ تورات میں رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے جو دلائل ہیں، وہ جان بوجھ کر ان سے منہ پھیر لیتے تھے۔

جب ان کو علم ہو گیا کہ وہ تورات کے ذریعے حجت بازی کر کے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں ناکام ہو چکے ہیں تو انہوں نے تورات کے علاوہ دوسرے وسائل کی تلاش شروع کر دی تاکہ ان کے ذریعے رسول اللہ ﷺ سے حجت بازی کی جا سکے۔

2۔ جب اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل کی کہ سلیمان نبی تھے **إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا** "ہم ہی نے تمہاری طرف وحی بھیجی جس طرح کہ ہم نے نوح اور اس کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف وحی بھیجی۔ ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی اور ہم نے داود کو زبور عطا

فرمائی" (النساء: 163)، اس پر یہود نے کہا: سلیمان تو نبی نہیں بلکہ جادوگر تھے، پھر انہوں نے وہ کتابیں جمع کیں جن کو جادوگروں نے شیاطین کی مدد سے سلیمان کے دور حکومت میں لکھا تھا۔ یہ کتابیں مدینہ منورہ میں پھیلی ہوئی تھیں۔ یہود نے کہا کہ یہ وہ کتابیں ہیں جن کے ذریعے سلیمان حکومت کیا کرتے تھے اور انہی کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجت بازی کا مواد بنا یا **وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَان** "اور اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین سلیمان کی حکومت میں پڑھتے تھے"۔

مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ "جو شیاطین پڑھتے تھے" یعنی جو وہ پڑھتے یا وحی کرتے یا وسوسہ کرتے جادوگروں کو تاکہ وہ اس کو اپنی کتابوں میں لکھ لیں، **يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا** "ان میں سے بعض بعض کو دھوکے سے مزین کی گئی باتیں وحی کرتے ہیں (الانعام: 112)۔ اسلام سے قبل شیاطین آسمان سے کچھ باتیں چھپ کر سنتے تھے اور اس میں کئی ایک قسم کی جھوٹی باتیں شامل کر کے اپنے اولیاء (دوستوں) کو وحی (القاء) کرتے تھے، آسمان والے ایک دوسرے سے باتیں پوچھتے تھے یہاں تک کہ کوئی خبر دنیا کے آسمان تک آتی تو جن اس کو چھپ کر سن لیتے اور اس کو اپنے اولیاء تک پہنچاتے۔ اس میں جو کچھ حق اور سچ ہوتا اس میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کرتے۔ اسلام کے بعد جنات کو اس طرح چھپ کر سننے سے منع کیا گیا، **وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعْ الآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا** "اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لیے آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے، اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے" (الجن:9)۔

◌ **عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ** "یعنی سلیمان کے عہد میں"۔

3۔ جادو کی ان کتابوں کو جادوگروں نے دو طریقے سے لکھا تھا:

پہلا: شیاطین سے جو جادو ان کو وسوسہ کرتے تھے،

دوسرا: جو دو فرشتوں، ہاروت اور ماروت نے لوگوں کو سکھایا تھا۔ ان دونوں کو اللہ نے بابل میں اتارا تھا۔ یہ لوگوں کو سحر سکھاتے تھے اور ان کو تنبیہ بھی کرتے تھے کہ اس پر عمل نہ کرنا۔ وہ بتاتے تھے کہ ان کو لوگوں کی آزمائش اور امتحان کے لیے اتارا گیا ہے، **وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولاَ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلاَ تَكْفُرْ** " وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں، تو کفر نہ کر"۔ اللہ ہی نے اس زمین پر خیر وشر کو نازل کیا تاکہ اپنے بندوں کو خیر اور شر کے ذریعے آزمائے، **وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً** " ہم امتحان کے لیے تمہیں خیر وشر سے آزمائیں گے" (الانبیاء: 35)۔

لوگوں کو جادو سکھانا بھی ان کی آزمائش کے لیے تھا چنانچہ جو جادو (سحر) پر ایمان لایا اور اس پر عمل کیا تو اس نے کفر کیا۔ جو جادو (سحر) پر ایمان نہیں لایا اور عمل نہیں کیا تو اس نے نجات حاصل کر لی، **إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلاَ تَكْفُرْ** "ہم تو ایک آزمائش ہیں، تو کفر نہ کر" (البقرۃ: 102)۔

4۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نبی سلیمان علیہ السلام کو یہود کے جھوٹ اور بہتان سے بری قرار دیتے ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے کوئی کفر نہیں کیا کیونکہ آپ جادوگر (ساحر) یا جادو پر ایمان لانے والے نہیں تھے اس وجہ سے کافر بھی نہیں تھے بلکہ اللہ کے نبی تھے، اللہ کی سلامتی ہو ان پر، **وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ** "سلیمان نے کفر نہیں کیا" یعنی آپ جادوگر یا جادو پر ایمان رکھنے والے نہیں تھے۔ ان دلائل میں اس بات کا تعین ہو گیا کہ یہود نے سلیمان علیہ السلام پر جادوگر ہونے کی تہمت لگائی تھی۔ ابن جریر نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے کہ: "یہودیوں نے کہا کہ دیکھو محمد حق اور باطل کو خلط ملط کر رہے ہیں اور سلیمان کا ذکر انبیاء کے ساتھ کر رہے ہیں حالانکہ وہ تو ایک جادوگر تھے جو ہوا پر سوار ہوتے تھے" انہوں نے سلیمان علیہ السلام کو کافر نہیں کہا تھا لیکن اللہ نے ان کو جواب دیا کہ

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ "سلیمان نے کفر نہیں کیا" یعنی جادو (سحر) نہیں کیا، لیکن اس آیت میں (کفر) کا مجازی استعمال اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو جادو پر ایمان رکھتا ہے اور جادو کرتا ہے جیسا کہ ہم نے کہا کہ عربی لغت کے لحاظ سے اس تعلق (سبب) کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے۔

اسی طرح سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ جنہوں نے کفر کیا وہ شیاطین ہیں، **وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولاَ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلاَ تَكْفُرْ** " سلیمان نے کفر نہ کیا تھا بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے اور بابل میں ہاروت اور ماروت دو فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں، تو کفر نہ کر"۔

5۔ سحر (جادو) کسی شے کو اس کی حقیقت کے برعکس ظاہر کرنے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بھی یہی معنی ہے کہ، **سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ** "لوگوں کی آنکھوں پر جادو کیا" (الاعراف: 116)، **يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى** "ان کے سحر سے ایسال خیال کرنے لگا کہ وہ دوڑ رہا ہے" (طٰہٰ: 66)، یعنی لاٹھی حقیقت میں لاٹھی ہی رہی لیکن دیکھنے والے کی نظروں میں وہ ایک سانپ بن کر دوڑ رہی تھی۔ لغت میں جوہری نے کہا ہے کہ: سحر اخذ (یا پکڑ) کو کہتے ہیں اور ہر وہ چیز جس کا اخذ لطیف اور دقیق ہو وہ سحر ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سحرت الصبي إذا خدعته "میں نے بچے پر جادو کیا جب اس کو دھوکہ دیا" عرب کے بعض دیوانوں میں سحر العضهة کے معنی میں وارد ہے اور العضهة عرب کے ہاں بہتان کی شدت اور جھوٹ کی انتہا کرنے کو کہتے ہیں، شاعر کہتا ہے کہ:

أعوذ بربي من النافثات من عضة العاضة المُعضة

میں جھاڑ پھونک والیوں سے اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں جو

بہتان تراش اور حد درجے کے جھوٹے ہیں۔

عربوں نے اسی طرح اس کا استعمال کیا ہے یعنی سحر کو خفاء (چھپانے) کے معنی میں کیونکہ ساحر بھی اس کو چھپا کے کرتا ہے۔ رہی یہ بات کہ سحر کیا ہے تو سحر وہ علم ہے جس کے ذریعے اس علم کا ماہر لوگوں کی آنکھوں کو مسحور کرتا ہے جس سے وہ کسی چیز کو اس کی حقیقت کے برعکس دیکھتے ہیں، یعنی چیز کی حقیقت تبدیل ہو کر کوئی اور حقیقت نہیں بنتی بلکہ چیز وہی پہلے والی ہی ہوتی ہے۔ اس لیے اگر کوئی انسان اس سانپ کو پکڑتا ہے جو دراصل لاٹھی ہے لیکن جادو سے وہ سانپ بن کر دوڑ رہی ہے تو وہ لاٹھی ہی ہو گی اگر چہ وہ لوگوں کو سانپ دِکھتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب جادوگروں نے اپنی لاٹھیوں کو پھینکا تو وہ ان کو لاٹھیاں ہی نظر آرہی تھیں لیکن انہوں نے چونکہ لوگوں کی آنکھوں پر جادو کیا تھا اس لیے وہ ان کو سانپ سمجھ رہے تھے۔ اسی لیے جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی تو جادوگروں نے دیکھ لیا کہ وہ تو حقیقی سانپ ہے لاٹھی نہیں اور جب اس نے ان سب کو نگل لیا تو بلاآخر ان سب کی حقیقت آشکار ہوگئی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو اس بات کا ادراک ہو گیا کہ یہ جادو نہیں کیونکہ جادو اشیاء کی حقیقت کو تبدیل نہیں کر سکتا اسی لیے وہ سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں بلکہ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں، یہ رب العالمین کی طرف سے حق ہے، اس وجہ سے وہ ایمان بھی لے آئے اور ان کا ایمان کیا حیران کن تھا۔

6۔ اللہ کا یہ فرمان کہ **وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ** "انہوں نے اس کی پیروی کی جو شیاطین تلاوت کرتے تھے" اور اللہ کا یہ فرمان کہ **وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ** "لیکن شیاطین نے کفر کیا کہ لوگوں کو سحر سکھایا" یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سحر کوئی کفریہ کلام پڑھنے سے ہی ہوتا ہے، یعنی سحر ایسا علم ہے جس پر عمل ارادتاً کفریہ الفاظ کے استعمال سے ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جس چیز کو سحر عرفی (روایتی) معنی میں جادو کہا جاتا ہے وہ اس آیت میں مذکور سحر میں داخل نہیں جیسے فنکاری (فنی وسائل) کے ذریعے بعض امور کو غیر حقیقی دِکھانا جیسے ہاتھ کو چھپانا وغیرہ یا بات چیت میں ایسے الفاظ کے استعمال کے ذریعے جن میں کفر نہ ہو لوگوں وہم میں مبتلا کرنا جیسے کہ بعض پیروں کے چیلے کرتے رہتے ہیں یہ سحر کے مذکورہ معنی میں داخل نہیں۔

7۔ جہاں تک ساحر (جادوگر) کی سزا کا تعلق ہے، جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ اس کی سزا وہی ہے جو مرتد کی سزا ہے کیونکہ سابقہ مذکورہ معنی کے لحاظ سے وہ بھی کافر ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم نے انھیں سزائے موت دی۔ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس جادوگرنی کو قتل کرنے کا حکم صادر کیا جس نے جادو کرنے کا اعتراف کیا۔

رہی بات اس روایت کی جس میں عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے حفصہ رضی اللہ عنہا کے اس عمل کو مسترد کرنے کی بات ہے تو یہ اس وجہ سے تھا کہ ام المومنین نے خلیفۃ المسلمین سے اجازت لیے بغیر اس کو قتل کیا تھا، خلیفہ نے قتل میں اختلاف نہیں کیا بلکہ بلا اجازت قتل کرنے پر اختلاف کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی ساحر کو قتل کی سزا دی گئی تھی، اسی لیے یہ اجماع صحابہ ہے کیونکہ اتنا اہم کام ان کے سامنے کیا گیا اور کسی نے انکار نہیں کیا۔ احمد نے سفیان سے الاحنف بن قیس کے چچا کے حوالے جزء بن معاویہ سے روایت کی ہے کہ "عمر کی وفات سے ایک سال پہلے ان کا کاتب یہ حکم لے کر ہمارے پاس آیا کہ ہر جادوگر کو قتل کرو، شاید سفیان نے کہا تھا کہ اور ہر جادوگرنی کو"۔

جہاں تک ان بعض خفیہ فنکارانہ اعمال کا تعلق ہے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے اور جن سے وہ لوگوں کو اَن جانے میں دھوکہ دیتے ہیں اور پیروں اور ان کے شعبدہ بازیوں کا جہاں تک تعلق ہے ان سب لوگوں کے ساتھ ان کے فراڈ اور لوگوں کے نقصانات کے لحاظ سے تعزیری سزائیں دی جائیں گی۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ اسلام میں تعزیر جرم کی نوعیت کے اعتبار سے قتل تک ہو سکتا ہے۔ لیکن حد میں قتل اور تعزیر میں قتل کے درمیان فرق یہ ہے کہ پہلا مرتد ہے اس لیے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں نہیں دفنایا جائے گا۔ جبکہ دوسرا مسلمان اپنے جرم کی نوعیت کے اعتبار سے فاسق و فاجر ہے اس کی نماز پڑھی جائے گی اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایا جائے گا۔

8۔ **فَلاَ تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ بِإِذْنِ اللَّهِ** "تو کفر نہ کر، پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند و بیوی میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے"۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ یہ بیان فرماتے ہیں کہ جو لوگ جادو سیکھتے ہیں اور اس کے ذریعے طرح طرح کے کام کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے بھی کرتے ہیں جو ان سے واسطہ رکھتے ہیں اور وہ ان کے اور ان کی بیویوں کے درمیان مسائل پیدا کرتے ہیں یہاں تک کہ نوبت طلاق اور جدائی تک پہنچتی ہے، پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عقیدے سے متعلق ایک انتہائی اہم امر کو بیان کیا تاکہ اس بات کا ازالہ کیا جا سکے جس کا لوگوں کے ذہنوں میں داخل ہونے کا امکان ہے جو یہ ہے کہ ساحر کے پاس بھی اللہ تعالیٰ جیسی کوئی قدرت ہے یا وہ اللہ کی مشیّت کے بغیر کچھ رونما کر سکتا ہے۔ اس لیے اللہ نے اس آیت میں یہ بیان کیا کہ اللہ کی مرضی کے بغیر اس کے قلمرو میں کچھ نہیں ہو سکتا، یعنی اللہ کی مرضی کے خلاف، اللہ کی مشیّت یا ارادے کا یہی معنی ہے، یعنی اس کائنات میں اللہ کی مرضی، اس کی مشیّت اور ارادے کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا **وَمَا تَشَاءُونَ إِلاَّ أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ** "وہ نہیں ہو سکتا جو تم چاہتے ہو مگر وہی ہو گا جو اللہ رب العالمین چاہتا ہے" (التکویر: 29)۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ اس عمل سے راضی ہے کیونکہ اللہ کفر اور معاصیّت پر راضی نہیں ہوتا، **إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلاَ يَرْضَى لِعِبَادِهِ**

الْكُفْرَ "اگر تم کفر کرو تو اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کے کفر پر راضی نہیں ہو تا" (الزمر: 7)۔ یہ تو صرف ایک اصطلاح ہے جس کا ایک یہ معنی ہے جو نصوص کی چھان بین سے معلوم ہو تا ہے۔ اللہ کے اذن، مشیّت اور ارادے کی لغوی حقیقت کی تفسیر نہیں کی جاسکتی کیونکہ لغت میں اس کا معنی کسی کام کو کرنے کی اجازت، مطالبہ یا رضامندی ہے۔ اس لیے اس کی تفسیر اہل لغت، اہل فقہ، اہل اصول یا کسی بھی علم کی کسی بھی عرفی حقیقت کی طرح اصطلاحی دلالت سے ہی کی جائے گی۔

اور **بِإِذْنِ اللَّهِ** "اللہ کی اجازت سے" اس مقام پر اس کی دلالت بہت عظیم ہے کیونکہ لوگوں کے سامنے جادوگروں کے بعض کاموں اور لوگوں کی آنکھوں کو دھوکہ دینے اور بعض امور کو ان کے حقائق سے ہٹ کر دیکھنے سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی کہ یہ لوگ (جادوگر) بھی کچھ پیدا کر سکتے ہیں یا ایسے کام کر سکتے ہیں جس سے اللہ بھی ان کو روک نہیں سکتا اس لیے اللہ نے اس کی تاکید کر دی کہ یہ اللہ کے اذن سے ہی ہو تا ہے اور اس کے ارادے اور مشیّت کے خلاف کچھ بھی نہیں ہو سکتا، اللہ چاہے تو ان کے سحر کو ناکام بنادے کیونکہ کائنات میں اللہ کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا۔

یہاں کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ: پھر اللہ ان کے سحر کو ناکام کیوں نہیں کرتا؟!

اللہ سبحانہ نے خیر اور شر دونوں کو بیان کر دیا اور یہ بھی ہمیں بتا دیا کہ انسان کو خیر پر خیر ہی کی شکل میں بدلہ دیا جائے گا اور شر پر شر ہی کی صورت میں بدلہ دیا جائے گا۔ اس کے بعد ہمیں سمجھادیا کہ اگر اللہ چاہے تو ہم سب انسانوں کو ایک ہی امت خیر یا امت شر بنا دے۔ **وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلاَ يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ** "اگر تیرا رب چاہتا تو لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ تو اب بھی ایک دوسرے سے اختلاف کر رہے ہیں" (ہود: 118)۔ لیکن اللہ سبحانہ نے اپنی حکمت سے، جس کو وہی جانتا ہے، ہمیں بااختیار چھوڑ دیا کہ ہم جو چاہیں اختیار کرلیں خیر یا شر، دونوں صورتوں میں ہمیں بدلہ دیا جائے گا کچھ لوگ جنت جائیں گے اور کچھ جہنم میں داخل کیے جائیں گے، **وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ** "اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو اس کی ہدایت دیتے لیکن میرا فرمان حق ہے کہ میں جہنم کو جنات اور انسانوں سے بھر دوں گا" (السجدہ: 13)۔ اس لیے اس سوال کا کوئی جواز ہی نہیں کہ اللہ سحر کے اس شر انگیز کام کو باطل کیوں نہیں کرتا؟ یا اللہ ہمیں اس خیر میں ہی لگا کر کیوں نہیں رکھتا جس کا ہمیں حکم دیا ہے؟ یا اللہ ہمیں شر کے کاموں سے کیوں نہیں روکتا کہ ہم خیر کے علاوہ کچھ کر ہی نہ سکتے؟۔۔۔ اللہ نے تو ہمارے سامنے خیر اور شر کو بیان کر دیا اور ہمیں چھوڑ دیا کہ ہم ان میں سے ایک کو اپنائیں یہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہے **لاَ يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ** "اللہ جو کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا جبکہ یہ جوابدہ ہیں" (الانبیاء: 23)۔ لیکن بہر حال ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ کی حکمرانی میں کوئی بھی چیز اس کی مرضی، ارادے اور مشیّت کے خلاف نہیں ہو سکتی۔

9۔ **وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنْ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الآخِرَةِ مِنْ خَلاَقٍ** " وہ جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں"

اس کا یہ معنی ہے کہ سحر شر ہی شر ہے یہ اس چیز کا وصف ہے جس کو یہ سیکھتے ہیں یعنی **سحر يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ** "لوگوں کو سحر سکھاتے ہیں" اس وصف کی دلالت واضح ہے کہ یہ سیکھنا ان کے لیے نقصان دہ ہے فائدہ مند نہیں۔ سحر سراپا شر اور نقصان ہے اس میں کوئی فائدہ نہیں۔

پھر اللہ نے یہ بیان کیا کہ جو مذکورہ طریقے سے سحر کا عمل کرتا ہے آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں کیونکہ وہ اللہ اور اس کی آیات کا کافر (چھپانے والا) ہے۔

اشْتَرَاهُ "اس کو خریدا" یہ استعمال مجازی ہے یعنی اس کو اپنا پیشہ بنایا کیونکہ کسی چیز کو خریدنا اس کے عین کو استعمال کرکے یا اس کا معاوضہ لے کر اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے ہوتا ہے، سحر کو پیشہ بنا کر ذریعہ معاش بنانا گویا اس کو خریدنا ہے۔

وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنْ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الآخِرَةِ مِنْ خَلاَقٍ "وہ جان چکے ہیں کہ جو بھی اس کو مول لے گا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا" یہ خبر بمعہ ترک طلب ہے یعنی نہی جازم کے معنی میں ہے جو سحر کے تباہ کن ہونے دلیل ہے۔

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ "اور کیا ہی بری چیز ہے جو انہوں نے خود خریدی ہے اگر یہ سمجھ دار ہوتے" (البقرہ: 102) یعنی کیا ہی بری چیز ہے وہ جس کے لیے انہوں نے اپنے آپ کو بیچا کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو اللہ کے عذاب کے لیے پیش کر دیا اور جہنم کی آگ کے بدلے اس کو کھو دیا، **مَا لَهُ فِي الآخِرَةِ مِنْ خَلاَقٍ** "اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں"۔ اپنے آپ کو سحر کے بدلے بیچ ڈالنے کا جو معاوضہ ان کے لیے تیار کر کے رکھا گیا ہے وہ اللہ کا غضب، اس کا عذاب، جہنم کی آگ ہے اور یہ واقعی بری اور نقصان دہ تجارت ہے۔

لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ "اگر وہ سمجھ رکھتے" یعنی اپنے علم سے فائدہ اٹھانے والے ہوتے کیونکہ جو کوئی علم رکھتا ہے لیکن اس کی دلالت کی پابندی نہیں کرتا (عمل نہیں کرتا) تو گویا وہ علم ہی نہیں رکھتا۔ جس شخص کو سحر کے تباہ کن انجام کا علم بھی ہو اور وہ اس میں ملوث بھی ہو جائے تو گویا وہ جانتا ہی نہیں۔ یہ موضوع پر پُر قوت دلالت کا زبردست نمونہ ہے سبحان اللہ سبحان اللہ!

رسول اللہ ﷺ ایسے علم سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے جو بے فائدہ ہو فرمایا: **أعوذ بالله من علم لا ينفع،**

باقی صفحہ 7 پر

شہداء کے سردار

مصعب عمیر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والو!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

سيد الشهداء حمزة ورجل قام إلى إمام جائر فنصحه فقتله

"شہداء کے سردار حمزہ ہیں، اور وہ شخص جس نے جابر حکمران کے سامنے کھڑے ہو کر اُسے صحیح نصیحت کی اور اُسے قتل کر دیا گیا" (الحاکم)

آج کے جابر حکمرانوں کا محاسبہ کرنے والو!

ہمارے آقا، رسول اللہ ﷺ نے جابر حکمران کا محاسبہ کرنے والے کو شہداء کے سردار، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے شیر، محمد ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہ سے متشابہہ بیان کیا۔ تو آخر یہ حمزہ کون ہیں جن کی صف میں ہم کھڑے ہونا چاہتے ہیں؟ یہ وہ حمزہ ہیں جنہوں نے قریش میں اپنی ممتاز حیثیت کی وجہ سے، مشکل ترین وقت میں مسلمانوں کے لیے ڈھال کا کام کیا۔ یہ وہ حمزہ ہیں جو اپنے رتبے کی وجہ سے، مختلف قبائل کے لوگوں کے لیے اسلام کی طرف متوجہ ہونے کا سبب بنے۔ یہ وہ حمزہ ہیں جو اسلام قبول کرنے کے بعد اُس پر اس مضبوطی سے جم گئے کہ کفار نے غزوہ احد میں ایک غلام وحشی کو آزادی کے بدلے اس ہدف پر معمور کیا کہ وہ حمزہ کو قتل کرے گا۔ یہ وہی حمزہ ہیں کہ جب اُحد کے دن رسول اللہ ﷺ نے اُن کے جسدِ خاکی کو دیکھا تو فرمایا "میں نے اپنی زندگی میں اتنا شدید نقصان نہیں اُٹھایا جتنا آج اور مجھے کبھی اتنا غصہ نہیں آیا جتنا آج۔۔ اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے قریش پر غلبہ عطا کیا تو میں اُن کے 30 لوگوں کا مثلہ کروں گا"۔ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے شہداء کے سردار حمزہ کے بارے میں انہی الفاظ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلاَّ بِاللَّهِ وَلاَ تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلاَ تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ۝

ترجمہ: "اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے۔ یقیناً آپ ﷺ کا رب اپنی راہ سے بہکنے والوں کو بھی بخوبی جانتا ہے اور وہ راہ یافتہ لوگوں سے بھی واقف ہے۔ اور اگر بدلہ لو بھی تو بالکل اتنا ہی جتنا صدمہ تمہیں پہنچایا گیا ہو اور اگر صبر کر لو تو بیشک صابروں کے لیے یہی بہتر ہے۔ آپ صبر کریں، بغیر توفیق الٰہی کے آپ صبر کر ہی نہیں سکتے اور ان کے حال پر رنجیدہ نہ ہوں اور جو مکر و فریب یہ کرتے رہتے ہیں ان سے تنگ دل نہ ہوں" (النحل: 125 - 127)۔

یقیناً یہ اُمت اپنے شہداء پر غمگین نہیں ہوتی، اور نہ ہی اُن کی گنتی کرتی ہے۔ اُن کے لیے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جنت کا وعدہ کر رکھا ہے اور اُن کے چہرے اُس دن خوشی سے روشن ہونگے جس دن تمام انسان شدید خوف کی حالت میں اپنے فیصلے کا انتظار کر رہے ہونگے۔ یہ ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہاں شہداء کا مقام۔ تو پھر سید الشہداء کی تو کیا ہی شان ہو گی؟

سید الشہداء کی صف میں شامل ہونے کی خواہش رکھنے والو!

جابر حکمرانوں کا محاسبہ کرنے کا رستہ رسول اللہ ﷺ کا رستہ ہے۔ یہ وہ افضل ترین عبادت ہے کہ جس میں نہ جسم تھکتے ہیں اور نہ ذہن اور قلوب اُس اجر عظیم کی تمنا رکھتے ہیں جس کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے وعدہ کر رکھا ہے۔ حکمران کا محاسبہ کرنا فرض ہے اور یقیناً حکمران ہی المعروف کی بنیاد ہے اگر وہ عادل ہو، اور وہی منکر کی جڑ ہے اگر وہ ظالم ہو۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا اور ظالم کے ہاتھ کو روکنا، یہ وہ عمل ہے کہ جس کی شریعت میں بہت تعریف کی گئی ہے اور اس کے ترک کرنے پر سخت وعید بھی سنائی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم ضرور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرو ورنہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں عذاب میں مبتلا کرے گا، پھر تم اُس سے دعائیں کرو گے اور وہ اُنہیں قبول نہیں کرے گا" (جامع الترمذی)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "نہیں! اللہ کی قسم! تم ضرور ظالم کے ہاتھ کو پکڑو اور اسے حق کی طرف موڑو اور اسے حق پر قائم رکھو۔ ورنہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہارے قلوب کو آپس میں ٹکرائے گا اور تم پر اسی طرح لعنت کرے گا جیسے بنی اسرائیل پر کی"

سید الشہداء کے راستے پر چلنے والو!

جابر حکمرانوں کے محاسبے کے راستے پر چلتے ہوئے، مسلمان کسی قسم کے نقصان پر خوفزدہ نہیں ہوتا، جو ظالموں کی طرف سے تنگ کرنے، قید و بند کرنے، تشدد کرنے اور کبھی شہید کر دینے کی حد تک بھی ہوتا ہے جیسا کہ آج ہم پوری مسلم دنیا میں دیکھ رہے ہیں۔ مسلمانوں میں نہ تو اپنے پیاروں کا ساتھ چھٹ جانے کا خوف ہوتا ہے، نہ ہی اُن کا نفقہ ختم ہو جانے کا اور نہ ہی جان چلے جانے کا (جو اہل و عیال کے ساتھ اور اُن کے نفقے کی بنیاد ہے)۔ کیونکہ وہ شخص جو سید الشہداء کی صف میں شامل ہونا چاہتا ہے، وہ اللہ کے اس فرمان کو یاد رکھتا ہے:

فَلاَ تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي " پس، اُن سے مت ڈرو، صرف مجھ سے ڈرو" (البقرہ: 150)

اور وہ قریش کی جارحیت پر رسول اللہ ﷺ کے اس جواب کو بھی یاد رکھتا ہے "اللہ کی قسم !میں اپنی اس جدوجہد کو جاری رکھوں گا جس کے لیے اُس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔تاوقتیکہ یہ دین غالب آجائے یا میری گردن اُڑادی جائے"

وہ اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ بہترین رزق وہ ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جنت میں مؤمنین کے لیے عطا کر رکھا ہے۔ اور بہترین صحبت اُن لوگوں کی ہے جو اس جنت کے سب سے اُونچے درجے میں ہیں۔وہ اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہے کہ جن لوگوں سے وہ اس دنیا میں محبت رکھتا ہے، قیامت کے دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُس کے درجے کو اُن لوگوں تک بلند کر دے گا تاکہ اُسے اپنے محبوب لوگوں کا ساتھ نصیب ہو۔ یہ ایمان اُس میں تحریک پیدا کرتا ہے کہ وہ زیادہ جدوجہد کرے، زیادہ قربانی دے، جنت الفردوس کی تمنا رکھے، ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں بہترین رزق اور بہترین صحبت حاصل کرے اور اُس کا حشر اُن لوگوں کے ساتھ ہو جن سے وہ محبت رکھتا ہے۔ انشاء اللہ۔

تو پھر آخر کیوں ایک مسلمان کے دل میں اس عارضی دنیا میں مال اور اہل وعیال کے نقصان کا خوف ہو؟ یہ ہے وہ عزم جو ہمارے گھر والوں کو بھی متاثر کرتا ہے اور پریشانی کے وقت اُنہیں مضبوط رکھتا ہے۔ یہ ہے وہ عزم جو اُس تحریک کی آنکھوں میں نظر آتا ہے اور جوش وولولے میں محسوس کیا جاتا ہے جو کفر وباطل کو مٹا ڈالنے کے لیے اُٹھی ہے۔ یہ ہے وہ عزم کہ جسے دیکھ کر داعی کے گھر والے اُسے کہتے ہیں "اگر تم ظالموں کے آگے کانپ گئے یا کمزور پڑے، تو تمہیں واپسی پر خیر مقدم نہیں کیا جائے گا۔ شہادت تک ثابت قدم رہنا اور ہم مل کر جنت میں خوشیاں منائیں گے"

سیدالشہداء کے راستے پر دوڑنے کی تمنا رکھنے والو!

آئیں اس راستے پر مضبوطی سے قدم رکھیں۔ آئیں کہ ایک قدم بھی ہم کمزور مت پڑیں، نہ ہی ظالموں کے خوف کی وجہ سے اور نہ ہی اپنے پیاروں کی محبت کی وجہ سے۔ آئیں آگے بڑھیں، اُس اجر پر یقین رکھتے ہوئے جو ہم اپنے لیے اور اپنے پیاروں کے لیے اکھٹا کریں گے۔ آئیں آگے بڑھیں، اِس بات پر یقین رکھتے ہوئے کہ اُمت کی پُر عزم جدوجہد کے سامنے جابر حکمران کمزور پڑ رہے ہیں اور ختم ہو رہے ہیں۔ آئیں آگے بڑھیں، اِس دعا کے ساتھ کہ بہت جلد ہم کفر کے خاتمے اور اسلامی حکومت کے آغاز پر خوشیاں منائیں۔ ہماری زندگی سرداروں کی طرح گزرے اور ہماری موت شہداء کی طرح ہو۔ آمین۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۝

"جو لوگ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں ان کو ہر گز مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس روزیاں دیے جاتے ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنا فضل جو انہیں دے رکھا ہے اس سے بہت خوش ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں ان لوگوں کی بابت جو اب تک ان سے نہیں ملے اور ان کے پیچھے ہیں، اس پر کہ انہیں نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے " (آلِ عمران: 169 - 170)۔

بقیہ صفحہ 5 سے

وقلب لا يخشع، وعين لا تدمع "میں ایسے علم سے جو بے فائدہ ہے، ایسے دل سے جس میں خشوع نہیں اور ایسی آنکھ سے جو آنسو نہیں بہاتی اللہ کی پناہ مانگتا ہوں"۔ جیسا کہ ہم نے کہا کہ قوت کا استعمال ہے اور کتاب اللہ میں یہ دیگر موضوعات میں بھی موجود ہے اور دوسری دلالت میں بھی مستعمل ہے جیسے کہ **أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ** "کیا یہ لوگ زمین پر نہیں چلتے کہ اپنے دل و دماغ سے سمجھتے یا اپنے کانوں سے سنتے یہ تو آنکھوں سے نابینا نہیں بلکہ سینے میں موجود دل کے اندھے ہیں" (الحج: 46)، یا جیسے **ومثل اللذين كفرو كمثل الذى ينعق بما لا يسمع الا دعا ونداء صم بكم عمى فهم لا يعقلون** "اور ان لوگوں کی مثال جنھوں نے کفر کیا اس جانور کی طرح ہے جو سوائے بلانے اور پکارنے کے کچھ نہیں سنتا یہ گونگے بہرے اور اندھے ہیں یہ سمجھتے ہی نہیں"(البقرۃ: 171)۔

جو شخص اپنی سماعت سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو گویا وہ سنتا ہی نہیں

جو شخص اپنی آنکھوں سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو گویا وہ دیکھتا ہی نہیں

جو شخص اپنے بولنے سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو گویا وہ بولتا ہی نہیں

جو شخص اپنی عقل سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو گویا وہ ہے ہی بے عقل

جو شخص اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو گویا وہ ہے ہی بے علم

اور اول و آخر اللہ ہی کا امر ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ خَيْرٌ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ "اگر یہ ایمان لاتے اور تقوی اختیار کرتے تو اللہ کا اجر بہت بہتر تھا اگر یہ جانتے" یعنی اگر یہ ایمان لاتے، اطاعت کرتے اور سحر کو ترک کرتے تو ان کے حق میں بہت بہتر ہوتا، **لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ** یعنی اگر یہ لوگوں کو پہنچانے والے سحر کا دنیاوی تباہ کن ضرر اور نقصان اور اس کی سزا میں آخرت کے دن جہنم کی آگ کے عذاب کے بارے میں اپنے علم سے فائدہ اٹھاتے۔

سیکولر لبرل مغرب کے 'روادار رویّوں' کی عدم رواداریاں

(سیکولر لبرل مغربی 'کھلے ذہن' کی تنگ نظری)

تحریر: ابن نصرہ

سیکولر لبرل مغرب کسی بھی ایسی ریاست کو جو مذہب کی بنیاد پر قائم ہو ایک بنیاد پرست، جابر اور عدم برداشت کی حامل ریاست کے طور پر دیکھتا ہے جو اپنے عوام کو آمر حکومتوں کی طرح، ایک مخصوص اور متعین طریقہ کار کے مطابق ہی سوچنے اور عمل کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ اس کے برعکس مغربی تہذیب خود کو فخر سے سب سے زیادہ 'رواداری' کی روایت کی پاسداری کرنے والی تہذیب کے طور پر پیش کرتی ہے جو لبرل اور مختلف النّوع خیالات کو قبول کرتی ہے اور کسی بھی قسم کے جبر اور استحصال سے پاک ہے۔ یقیناً سیکولر لبرل مغرب اپنی کامیابی اور عالمی قیادت کے حامل ہونے کا ایک اہم سبب اسی لبرل ازم اور مختلف النّوع خیالات کو پیش کرنے کے مواقع فراہم کرنے کو قرار دیتی ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ صرف اس برداشت کے رویے نے ہر ایک فرد کو اس قابل کیا ہے کہ وہ خود میں موجود صلاحیت کو مکمل طور پر استعمال کر سکے اور معاشرے کو اپنی بہترین صلاحیتوں سے مستفید کر سکے۔

مغرب کا ایسے لبرل معاشرے کا تصور کرنا دراصل ان کے اپنے انتہائی تلخ ماضی کا شاخسانہ ہے جب سترہویں صدی کی شروعات میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ عیسائی فرقوں کے درمیان مذہبی معاملات پر عدم براداشت کے نتیجے میں تنازعات پیدا ہوئے۔ یورپ کے ممالک ان فرقوں کی بنیاد پر تقسیم ہوگئے، ان کے درمیان جنگیں ہونے لگیں اور ہر ملک اپنی اقلیتوں کے خلاف مظالم ڈھانے لگا۔ مغرب نے اس سے یہ سبق اخذ کیا کہ اس قسم کا ظلم اور تصادم ریاستی سطح پر مذہب اپنانے کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے۔

مغرب اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی سیکولر لبرل کا فلسفہ مذہبی عدم برداشت کے مسئلے کا حل فراہم کرتا ہے۔ مذہب کو زندگی سے اور کلیسا کو ریاست سے جدا کر دینے سے کوئی مذہب اس قابل نہیں رہتا کہ وہ ریاست کی طاقت کو دوسرے مذاہب کے لوگوں کو دبانے کے لیے استعمال کر سکے کیونکہ سیکولر لبرل ریاست میں ہر مذہب کو برابر برداشت کیا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ یہ بھی سمجھتے ہیں سیکولر لبرل ازم بنیادی طور پر مذہب کے خلاف نہیں بلکہ معاشرے کو رواداری کے تصور پر تعمیر کرنے کا بہترین طریقہ ہے جہاں اپنے اپنے مذہب پر بغیر کسی خوف و خطر کے آزادانہ اور بغیر کسی تصادم کے عمل کیا جاسکتا ہے۔

حقیقی رواداری اور استحکام سیکولر لبرل ازم سے نہیں بلکہ مذہب کی حکمرانی سے قائم ہوئی تھی

سیکولر لبرل ازم نے مغرب میں عدم برداشت کے مسئلے کو حل نہیں کیا بلکہ درحقیقت سیکولر لبرل ازم کے تصور کا نفاذ مذہب بے زار دانشوروں کا کام تھا جنھوں نے عیسائی دنیا میں موجود مذہبی عدم براداشت کے مسئلے کو اپنے تصور اور عقیدے کو نافذ کرنے کے لیے ایک جواز کے طور پر استعمال کیا۔ اس مذہبی عدم برداشت کے مسئلے سے قبل عیسائیت نے ایک ہزار سال تک مغرب کو امن، سکون اور استحکام فراہم کیا۔ پندرھویں صدی عیسوی تک رومن عیسائی چرچ نے مختلف مکاتبِ فکر کو مناسب کامیابی سے برداشت کیا۔ مثال کے طور پر فرانسس کنز (Franciscans) جس نے اس وقت کی چرچ سے شدید اختلاف کیا لیکن اس کو براداشت کیا گیا اور موجودہ پوپ، فرانسس اول نے اپنے پیشروؤں کے اسی مخالف کا نام اختیار کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ سولہویں صدی میں پروٹسٹنٹ ازم کے ظہور کے ساتھ یورپ میں شدید اور وسیع تر تصادم پیدا ہوگیا لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ یہ تنازعہ سترہویں صدی کے وسط میں سیکولر لبرل ازم کے تصور کے ظہور سے قبل کامیابی کے ساتھ حل کیا جارہا تھا۔ عیسائی دانشوروں نے پہلے ہی برداشت اور رواداری کے تصورات پر کام کرنا اور ان پر عمل درآمد کرنا شروع کردیا تھا جس کے لئے دلائل انھوں نے عیسائیت کی مذہبی کتابوں سے استعمال کیے تھے۔

عیسائیت کا یہ برداشت اور رواداری کا نیا تصور قابل ذکر حد تک اسلام کے تصور سے مشابہ تھا۔ عیسائی دانشوروں نے یہ مشورہ دیا کہ ریاست کسی ایک مذہبی فرقے کو ریاست کے مذہب کے طور پر اختیار کرے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنے ان شہریوں کو ان مذہبی عقائد اور تصورات کے مطابق مذہب پر عمل کرنے کی بھی اجازت دے جو ریاست کے اختیار کردہ تصورات سے مختلف ہی کیوں نہ ہوں اور اسلام کا تو شروع سے ہی یہی طریقہ کار رہا ہے۔ جب یورپ مذہبی رواداری کے اپنے نئے تصورات کو تعمیر کررہا تھا تو اسلامی ریاست دنیا میں مذہبی رواداری کی سب سے اعلیٰ مثال پیش کررہی تھی۔ پوری اسلامی تاریخ میں غیر مسلم، مسلمانوں کے زیر سایہ امن و سلامتی کے ساتھ خوشحال زندگی گزارتے رہے ہیں اور اس کی زندہ مثال یہ ہے کہ آج بھی مسلم دنیا میں غیر مسلموں کی بڑی آبادیاں موجود ہیں۔ والٹئیر (Voltaire) تک نے، جو مذہب مخالف سیکولر تصور کا بہت بڑا نام تھا، اپنی کتاب "تحمل و برداشت پر مضمون" میں اسلامی سرزمین پر برداشت کے زبردست ماحول کے متعلق لکھتا ہے:

"آیئے ذرا لمحے بھر کے لیے ہم اپنے محدود حلقے سے باہر نکلیں اور مشاہدہ کریں کہ باقی دنیا (یعنی دنیائے اسلام) میں کیا ہورہا ہے۔ مثال کے طور پر ترک شہزادہ بیس مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والوں پر امن کے ساتھ حکمرانی کررہا ہے؛ دولاکھ یونانی مکمل تحفظ کے ساتھ قسطنطنیہ میں رہ

رہے ہیں اور مفتی بذات خود اپنے بادشاہ کو یونانی عیسائی مذہبی پیشوا کا نام پیش کرتا ہے؛ وہاں پر رومن کیتھولک مذہبی پیشوا تک رہتا ہے۔ سلطان کیتھولک مذہبی رہنماؤں کو کچھ یونانی جزائر میں تعینات کرتا اور یہ کہتا ہے کہ: 'میں انھیں اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ مذہبی پیشوا کے طور پر چیاوس (Chios) کے جزیرے پر جا کر وہاں کی پرانی روایات اور بے مقصد رسومات کے مطابق رہیں'۔ اس ریاست میں یعقوبی (Jacobites)، نسطوری (Nestorians)، قبطی (Coptics)، سینٹ جونز کے عیسائی، یہودی، مرموزکار (Gebers) اور بینئین (Banians) بھی رہتے ہیں۔ ترکی کی تاریخی دستاویزات میں ان مذہبی برادریوں کی طرف سے بغاوت کا ایک ذکر بھی نہیں ملتا۔ آپ ہندوستان، فارس یا تاتار چلے جائیں، آپ وہاں رواداری اور باہمی احترام کی یہی مثالیں پائیں گے"۔

یہ اقتباس اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ مغربی مفکرین بھی اس بات کو اچھی طرح سے جانتے تھے کہ مذہب عدم برداشت کے مسئلے کو حل کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا تھا۔ اس بات کی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ مذہب کو ریاست سے علیحدہ کیا جائے۔ ایک چھوٹے مگر مراعات یافتہ طبقے سے تعلق رکھنے والے لادین مفکرین نے دین دار عیسائیوں کو دھوکہ دیا تاکہ وہ سیکولر لبرل عقیدے کو قبول کرلیں جو مذہب کو ریاست سے الگ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

سیکولر لبرل عقیدے کا آمرانہ مزاج

سیکولر لبرل اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ معاشرے میں موجود تمام مذاہب کے ساتھ برابری کا سلوک کرتے ہیں جبکہ یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ سیکولر لبرل ازم نے مذہب کو ثانوی اور اپنا اطاعت گزار بنالیا ہے۔ ایسا اس لیے ہے کیونکہ لبرل ازم محض کسی پالیسی یا مکتبہ فکر کا نام نہیں ہے بلکہ لبرل ازم اپنی ذات میں ایک مکمل عقیدہ ہے جو دنیا کی زندگی کے متعلق اپنا ایک منفرد نقطہ نظر رکھتا ہے اور اس میں انسان کی زندگی کا کیا مقصد ہے، کو بیان کرتا ہے اور اس عقیدے سے زندگی سے متعلق تمام انسانی مسائل کے حل نکلتے ہیں۔ سیکولر لبرل عقیدہ دوسرے کئی تصورات کو پیدا کرتا ہے جیسا کہ انفرادیت، لبرل جمہوریت اور سرمایہ دارانہ معیشت یعنی کہ ایک مکمل نظریاتی ڈھانچہ جو مغربی تہذیب کی سمت کو متعین کرتا ہے اور اس کو چلاتا ہے۔ مغرب اپنے عقیدے کی بھرپور حفاظت کرتا ہے اور اس کو پوری دنیا میں پھیلانے کے لیے جنگ کرتا ہے۔ اُن کے دعوؤں کے برخلاف، مغرب بھی اتنا ہی راسخ الاعتقاد (کٹر) ہے جتنی کہ کوئی آمرانہ ریاست ہوتی ہے۔ اِس کی اسی راسخ الاعتقادی نے دنیا میں مغرب کی برتری اور بالادستی کو قائم کیا ہے نہ کہ خود ساختہ 'رواداری' نے اسے یہ مقام دلایا ہے۔

وہ افراد جو سیکولر لبرل عقیدے کو اختیار کرتے ہیں ان کی شخصیت میں ایک مخصوص قسم کا رجحان پیدا ہوجاتا ہے جس میں ایک خاص طرح کی سوچ اور رویہ ہوتا ہے۔ مذہب کو زندگی سے الگ کرنے سے سیکولر لبرل ازم نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جگہ انسان کو اقتدار اعلیٰ کا حامل بنادیا ہے۔ انسان ایسی زندگی گزارتا ہے جس میں صرف اس کی اپنی ذات ہی اس کی زندگی کا محور ہوتی ہے، جس میں وہ صرف اپنے اہداف اور خواہشات کو حاصل کرنے کے لیے جس طریقے کو بھی مناسب سمجھتا ہے اختیار کرتا ہے۔ جو لوگ اس عقیدے کو اختیار کرتے ہیں وہ جس طرح سے مرضی زندگی گزاریں انہیں بِلا روک ٹوک آزادی حاصل ہوگی اور انہیں (خوش دلی سے) برداشت کیا جائے گا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ معاشرے میں دوسرے افراد سے بالکل الگ بات کریں اور عمل کریں لیکن ان کو برداشت کیا جائے گا جب تک کہ وہ یہ کہتے رہیں گے کہ وہ ایسا خود کو خوش رکھنے کے لیے کرتے ہیں اور یہ کہ وہ دوسروں کو بھی اپنی ذاتی خواہشات کو پورا کرنے سے نہیں روکیں گے۔ مغرب اپنے معاشرے کو ایک برداشت کرنے والے تحمل مزاج معاشرے کے طور پر دیکھتا ہے کیونکہ وہ اپنے شہریوں کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ زندگی میں اپنی خواہش کے مطابق جو راہ اختیار کرنا چاہیں کرسکتے ہیں۔ لیکن برداشت کا یہ رویہ جلد ہی ختم ہوجاتا ہے جب کوئی یہ کہے کہ وہ اپنی خواہشات کی پیروی نہیں کرنا چاہتا بلکہ اپنے پیدا کرنے والے کی اطاعت کرنا چاہتا ہے اور وہ اپنی خوشی پر اللہ کی خوشی کو ترجیح دیتا ہے۔ ایسے شخص پر ناک بھوں چڑھائی جاتی ہے اور اس کی حوصلہ شکنی کی جاتی اور اس کے نظریات اور اعمال کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب میں اکثر مذہبی لوگ خود کو 'اعتدال پسند' کہلواتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ مذہب پر عمل اپنی خواہشات کی پیروی میں کرتے ہیں اور وہ اپنی اعتدال پسندی کو اس طرح ثابت کرتے ہیں کہ وہ مذہبی عقائد کے اختیار اور اس کے احکامات کی خلاف ورزی کو یکجا کرلیتے ہیں۔ وہ جو کھل کر خوف خدا کا اظہار کرتے ہیں اور عبادت اور اطاعت کو اپنی خواہشات پر مقدم رکھتے ہیں ان پر آسانی سے کٹر بنیاد پرست اور خطرناک انتہا پسند کا ٹھپہ لگا دیا جاتا ہے اور یوں انہیں برداشت کے اس تصور سے فائدہ اٹھانے کا استحقاق نہیں رہتا جو لبرل لوگوں کے لیے مخصوص ہے۔

ان تمام چیزوں کے مذہب پر اثرات کو اس طرح واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے کہ مغربی معاشرہ پچھلے تین سو سالوں سے مسلسل لادینیت کی طرف جارہا ہے۔ جیسے جیسے معاشرہ غیر مذہبی اصولوں اور اقدار کے سیلاب میں ڈوبتا جارہا ہے ویسے ویسے مذہب کو کونے لگا زیر کر دیا گیا ہے۔ انسان کو اقتدار اعلیٰ کا مالک بنا کر سیکولر لبرل ازم نے انسان کو خود اپنا خدا بنادیا ہے۔ خود پرستش ہونا اب مغرب کا اصل مذہب ہے اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنا اس کا فلسفہ بن گیا ہے جس کے نتیجے میں اخلاقیات، انسانیت اور روحانیت کی جگہ ذاتی مادی خواہشات نے لے لی ہے۔ عیسائیوں نے سیکولر سوچ کے سامنے کئی مسائل سے دستبرداری اختیار کرلی جس میں عقیدے کے مسائل جیسا کہ دین کی توہین اور

انسانی ارتقاء کے غلط تصور سے لے کر عملی معاملات شامل ہیں، جیسا کہ شادی کے رواج کا کم ہو جانا: جس میں عریانی، بدکاری، استقاط حمل اور ہم جنس پرستی جو اب مغربی تہذیب میں ایک قابل فخر طرزِ زندگی سمجھا جاتا ہے، شامل ہے۔

لبرل یہ کہیں گے کہ یہ تو فرد کے اوپر ہے کہ وہ جیسی طرز زندگی کو چاہے اختیار کر سکتا ہے۔ لیکن کسی بھی عوامی فورم پر لبرل آسانی سے عیسائیوں سے جیت جاتے ہیں کیونکہ اب لبرل لوگوں کے عقیدے کو ہی عوامی زندگی میں پزیرائی حاصل ہے جبکہ عیسائی عقیدہ اس کا ذاتی معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ لبرل آسانی سے اپنے دلائل کو براہ راست سیکولر لبرل عقیدے سے ثابت کر دیتے ہیں جبکہ مخلص عیسائی اپنے عقیدے سے براہ راست تعلق پیدا نہیں کر سکتے یعنی ایک طرح کی مکمل سینسر شپ ہے۔ عیسائی بجائے اس کے کہ سیدھے سادے طریقے سے اپنے موقف کے حق میں اپنی کتاب سے حوالے پیش کریں وہ سیکولر لبرل عقیدے کی اصطلاحات استعمال کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں جس سے ان کے مؤقف کو شدید نقصان پہنچتا ہے اور کمزوری کا شکار ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر نظریہ انسانی ارتقاء کے خلاف ان کی بحث یہاں تک محدود ہو جاتی ہے کہ آزادی اظہار کے رو سے انسان کی تخلیق کے نظریے کو بھی پڑھایا جانا چاہیے۔ اسی طرح استقاطِ حمل کے خلاف مؤقف کے دفاع کے لئے ان کو ماں اور آنے والے بچے کے حقوق کی برتری کی بحث میں پڑنا پڑتا ہے۔ اور یقیناً عیسائیوں کو ہر اس جگہ مکمل شکست تسلیم کرنی پڑتی ہے جہاں وہ سیکولر لبرل ازم کی بنیاد پر اپنے موقف کے حق میں دلائل نہ دے سکتے ہوں جیسا کہ بدکاری، ہم جنس پرستی۔ یہ وہ ملعون افعال ہیں جس نے مغربی معاشرے کو آلودہ کر دیا ہے اور جس کے خلاف سیکولر لبرل عقیدے کی رُو سے کوئی معقول دلیل استوار نہیں کی جا سکتی۔ وہ تمام مسائل جن پر نہ صرف عیسائیت میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ کسی بھی مذہب میں کوئی اختلاف نہیں ہے، انھیں بھی شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، ان پر تنازعات پیدا کیے جاتے ہیں اور سیکولر مغربی معاشرے میں ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ تو پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ مغربی تہذیب نے مذہبی عدم برداشت کے مسئلے کو حل کر دیا ہے؟

مغرب کے برداشت کا تصور صرف انہی لوگوں کے لیے ہے جو مکمل طور پر مغربی سیکولر لبرل ازم کو اپناتے ہیں۔ آہستہ آہستہ زہر دینے کے عمل کے ذریعے مغرب عیسائیت کو مکمل ختم کر دینا چاہتا ہے بلکہ تمام مذاہب کو ہی مغربی معاشرے سے ختم کر دینا چاہتا ہے۔ مغرب نے کامیابی سے مذہب کے خلاف اپنی نفرت پر یہ کہہ کر پردہ ڈالا ہوا ہے کہ مذہبی لوگ انتہا پسند اور جنونی ہوتے ہیں جو اس بات کا حق ہی نہیں رکھتے کہ انھیں برداشت کیا جائے۔ مغرب کے اس غیر مذہبی فلسفے کا نتیجہ مغربی معاشرے کی ٹوٹ پھوٹ اور اپنے اور دنیا کے لوگوں کے معاشی استحصال میں دیکھا جاسکتا ہے۔ سرمایہ دارانہ استعماریت آج بھی ویسے ہی آگے بڑھ رہی ہے سوائے اس کے کہ اس کی ظاہری وضع قطع کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ مشرقی کمیونسٹ بلاک کے خاتمے نے سرمایہ داریت کی ہوس کو مزید جلا بخشی ہے۔ خون مغربی اشرافیہ کے منہ کو لگ چکا ہے اور وہ اس وقت تک نہیں رکیں گے جب تک وہ پوری دنیا کو کھا نہیں جاتے۔

صرف اسلامی دنیا کی قیادت ہی دنیا کو مذہبی رواداری سے دوبارہ روشناس کرا سکتی ہے

انسان کی دنیاوی زندگی کو مذہبی بنیادوں پر استوار کر کے ہی انسان کی مادی ہوس کو اخلاقی، انسانی اور روحانی اغراض کو پورا کر کے متوازن کیا جاسکتا ہے۔ صرف اسی صورت اس بات کو یقینی بنایا جاسکتا ہے کہ معاشرے میں اندرونی طور پر ہم آہنگی ہو اور وہ دوسرے معاشروں کا استحصال بھی نہ کرے۔

دنیا نے صرف اسی وقت امن اور استحکام دیکھا ہے جب لوگوں نے مذہب کی پیروی کی ہے۔ اسلام ایک ہزار سال تک عالمی طاقت تھا جس نے دنیا کے لیے ایک ہم آہنگ تہذیب کا نمونہ پیش کیا جس کی دنیا پیروی کر سکتی تھی۔ اسی عرصے کے دوران زیادہ تر وقت عیسائیت نے بھی اس بات کو یقینی بنایا کہ مغرب میں لوگوں کو ایک مناسب حد تک امن اور سکون میسر ہو، خاص طور پر جب ہم اس دور کا مقابلہ استعماری دور کی پچھلے تین سو سالہ تباہی و بربادی سے کریں۔ سیکولر حضرات اسلام اور عیسائیت کے درمیان تصادم کو پیش کرتے ہیں لیکن یہ تصادم، بشمول صلیبی جنگوں کے، عیسائی اور مسلم دنیا کے درمیان موجود ثقافتی اور معاشی تعلقات کے مقابلے میں کم اہمیت رکھتے تھے۔ یہ عظیم اسلامی تہذیب ہی تھی جس نے عیسائیت کو ان اندھیروں سے نکالا جس میں وہ مغربی رومن بادشاہت کے خاتمے کے بعد ڈوب گئی تھی۔

مذہب کی قیادت کی وجہ سے پوری دنیا میں امن اور تحفظ تھا۔ اس وقت کی عظیم اسلامی ریاست نے اس حد تک تحفظ اور امن فراہم کیا تھا کہ چینیوں نے اپنی افواج میں کمی کر دی اور اپنی بحری فوج ہی ختم کر دی جبکہ افریقہ کے جنوب میں بسنے والے انسانی تہذیب کے ابتدائی دور کے لوگ بغیر کسی بیرونی حملے کے خوف کے سکون سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اُس دور میں موجود استحکام کا موجودہ دور میں مغربی تہذیب کے پیدا کردہ تنازعات اور عدم استحکام سے مقابلہ کریں جس نے اپنے تین سو سال کے مختصر عرصے میں دنیا کے لوگوں اور اس کے وسائل کا ایسا استحصال کیا ہے جس کی مثال نہیں دی جاسکتی اور اس پیمانے پر فساد پر مبنی ہولناک جنگوں کا آغاز کر دیا جس کا بنی نوع انسان نے کبھی مشاہدہ نہیں کیا۔

اقتدار سیکولر لبرل طبقے سے واپس لے کر ہدایت یافتہ مذہبی امین لوگوں کے حوالے کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کو ایک بار پھر اسلام کے سائے میں پناہ لینے کی ضرورت ہے۔ آنے والی خلافت راشدہ دنیا کی قیادت سنبھالے گی اور انسانیت کو تباہ کن سیکولر لبرل مغربی تہذیب سے نجات دلائے گی اور بنی آدم کو ایک بار پھر خود پرستی کی ذلت سے نکال کر اپنے رب کی عبادت کی طرف لوٹائے گی۔

سیاسی دھوکہ: ایک جنگ سے دو جنگوں کی طرف منتقلی

معز مبین

سیاسی فہم کے حامل افراد کے نزدیک جنگ محض عسکری قوت کا نہیں بلکہ سیاسی قوت کا ٹکراو ہے۔ چاہے جنگ نظریاتی وجہ سے لڑی جارہی ہو یا زمینی قبضے کے لیے، یا پھر معاشی اہداف کے لیے، صرف عسکری قوت کی بناء پر فتح کا حصول ممکن نہیں ہوتا۔ یہ ممکن ہے کہ ایک فریق مادی وسائل کے اعتبار سے جنگ میں شکست کھائے لیکن سیاسی حکمتِ عملی کی بنیاد پر جنگ جیت لے یا اس کے برعکس وہ مادی قوت کے حوالے سے تو جنگ جیت جائے مگر سیاسی کمزوری کی وجہ سے جنگ ہار جائے۔ لہذا یہ حیران کن نہیں کہ ممالک جب جنگیں لڑتے ہیں تو وہ صرف عسکری قوت پر انحصار نہیں کرتے بلکہ وہ سیاسی عوامل کو بھی بروئے کار لاتے ہیں تا کہ جنگ کو اپنے حق میں نتیجہ خیز بنایا جاسکے۔

اسی لیے یہ ضروری ہے کے افغان جنگ کو اسی تناظر میں دیکھا جائے۔ طویل جنگوں میں یہ ممکن ہے کے ان کے اہداف کے بارے میں پیش کی جانے والی توجیہات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتیں رہیں جس کی وجہ سے عوام میں ان جنگوں کے بارے میں کچھ شکوک وشبات جنم لے سکتے ہیں، جیسے آیا کہ جنگ کے مقاصد کیا تھے، یا پھر کون سا فریق حق پر ہے۔ جنگ کے دوران فریقین کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ عوامی حمایت حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو حق پر ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔ بعض اوقات یہ ممکن ہے کہ جنگ کے لیے سیاسی حمایت کا حصول مصلحت کی وجوہات پر ہو، تاہم جیسے ہی وہ مصلحت ختم یا ناپید ہو جائے وہ وجوہات اپنی افادیت کھو دیتی ہیں اور سیاسی حمایت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ جہاں تک جنگ کے لیے دی جانے والی توجیہات کے بدلنے کا تعلق ہے تو جنگ میں شامل ریاستیں یا لڑنے والے فریق سیاسی حمایت کو برقرار رکھنے کی مسلسل کوشش کرتے رہتے ہیں اور اسی بناء پر جنگ کے لیے دی جانے والی توجیہات کو ضرورت کے مطابق بدلا جاتا ہے۔ کوئی بھی ملک عوامی حمایت کے بغیر کسی بھی جنگ کو جیتنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ جنگ کے لیے دی جانے والی توجیہات بعض اوقات واضح اور جامع ہوتی ہیں اور بعض اوقات متضاد اور مبہم۔ جنگی توجیہات پیش کرنے کا مقصد صحیح توجیح کو سامنے لانا نہیں ہوتا بلکہ اس کا بنیادی مقصد عوام کی سیاسی حمایت کا حصول ہوتا ہے۔ یہ بالکُل ممکن ہے کے کوئی توجیح وقتی طور پر سیاسی حمایت حاصل کرنے کا سبب بنے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جنگ کے معاشی اخراجات میں اضافے کے سبب وہ اپنا اثر کھو دے، یا پھر کوئی سیاسی جماعت یا تحریک ایک ایسی جنگ مخالف توجیح کو پھیلانے میں کامیاب ہو جائے جو ریاست کی جانب سے پیش کردہ توجیح کے مقابلے پر زیادہ پُر اثر ہو۔ جنگ کے لیے پیش کی جانے والی توجیہات کی اس بدلتی ہوئی صورتحال میں عموماً وہی توجیح سب سے زیادہ صحیح خیال کی جاتی ہے جو جنگ کے آغاز میں عوام کے سامنے ہو۔

افغان جنگ شروع سے اس خطے کے مسلمانوں کے لیے صرف افغانستان کی جنگ نہیں بلکہ یہ افغنستان اور پاکستان کے مسلمانوں کی جنگ ہے جو وہ افغانستان پر امریکی قبضے کے خلاف مل کر لڑ رہے ہیں اور جس میں ڈیورنڈ لائن کے دونوں اطراف کے پشتون قبائل زیادہ نمایاں ہیں۔ امریکہ نے افغانستان جنگ کو خطے میں موجود ممالک کی حمایت کے بل بوتے پر شروع کیا جن میں پاکستان، ایران، بھارت اور کچھ وسطی ایشیاء کے ممالک شامل ہیں اور ان ممالک میں پاکستان کا کردار اس جنگ میں سب سے زیادہ اہم ہے۔ افغانستان پر امریکی قبضے کے خلاف مضبوط اور اثر انگیز مزاحمت جس میں پشتون قبائل زیادہ نمایاں ہیں، نے اس جنگ کو امریکہ اور پشتون مزاحمت کاروں کے درمیان جنگ تک محدود کر دیا ہے جو پاک افغان سرحدی علاقوں میں لڑی جارہی ہے۔ امریکہ کو اس بات کا بخوبی اندازہ ہے کہ سرحد کے دونوں اطراف کے پشتون قبائل کو زیر کیے بغیر افغانستان پر امریکی قبضے کے خلاف مزاحمت کو ختم کرنا ممکن نہیں ہے۔ اسی لئے افغان جنگ کے لئے امریکہ کی جنگی حکمت عملی اس تناظر میں بنائی گئی کہ سرحد کے دونوں طرف پشتون قبائل کے خلاف جنگ کو صرف ایک جنگ کے طور پر دیکھا جائے نہ کہ پاکستان اور افغانستان کی الگ الگ جنگ کے طور پر۔ اسی بناء پر امریکہ نے ایف-پاک کی اصطلاح متعارف کروائی جو ڈیورنڈ لائن کے دونوں اطراف کے پشتون قبائل کے خلاف جنگ کی طرف اشارہ کرتی تھی۔ یہ امریکہ کی جنگی حکمت عملی کا آپریشنل پہلو ہے۔

جہاں تک جنگ کے لیے سیاسی حکمت عملی کا تعلق ہے تو، امریکہ نے افغان جنگ کے آغاز سے ہی پاکستان کے عوام کی جانب سے اس جنگ کے خلاف زبردست سیاسی مخالفت کا سامنا کیا اور یہ مخالفت آج بھی جاری ہے۔ اس سیاسی مخالفت نے جنگ کے لیے امریکی منصوبہ بندی کو مزید مشکلات سے دوچار کر دیا کیونکہ امریکی منصوبے کا انحصار اس بات پر تھا کہ پاکستانی فوج کو ڈیورنڈ لائن کے اِس طرف پشتون قبائل کے خلاف برسرِ پیکار کیا جائے اور امریکی اور افغان سکیورٹی فورسز کو ڈیورنڈ لائن کی دوسری طرف کے پشتون قبائل کے خلاف استعمال کیا جائے۔ پاکستانی عوام نے اس عمل کی سختی سے مخالفت کی کہ پشتون قبائلی علاقوں میں پاکستانی افواج اس لیے داخل ہوں کہ پاکستان کی طرف کے پشتون قبائل کو افغانستان میں داخل ہو کر لڑنے سے روکا جا سکے اور امریکی افواج کو ان کے

حملوں سے محفوظ رکھا جائے۔ پاکستان کے عوام کی جانب سے اس شدید مخالفت نے امریکہ کو مجبور کیا کہ وہ افغان جنگ کے حوالے سے اپنی سیاسی حکمت عملی کو تبدیل کرے۔

افغان جنگ کے آغاز میں مشرف حکومت نے اس جنگ کو محض امریکہ کی جنگ کے طور پر پیش کیا تھا اور عوام کے سامنے یہ توجیح رکھی تھی کہ پاکستان کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ وہ عالمی سپر پاور امریکہ کی مدد کرے ورنہ اسے امریکہ کی عسکری قوت کا سامنا کرنا پڑے گا اور پاکستان معاشی لحاظ سے بھی کمزور ہو جائے گا۔ مشرف کی اس مصلحتی توجیح نے، وقتی طور پر امریکی جنگ کی پاکستانی حکومت کی طرف سے حمایت کے خلاف، عوامی مخالفت کا سامنا کرنے کے لئے پاکستانی حکومت کو جواز مہیا کیا۔ لیکن تمام تر مصلحتی وجوہات کے باوجود افغان جنگ کے لیے پاکستانی عوام کی طرف سے سیاسی مخالفت پھر سے زور پکڑنے لگی جیسے ہی یہ بات واضح ہوگئی کہ مشرف حکومت نے امریکی عسکری قوت کو ضرورت سے زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا تھا اور امریکہ کی عسکری قوت کا پول عوام پر واضح ہو گیا جب امریکہ کو عراق میں ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

افغان جنگ اور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں پاک فوج کی موجودگی کے لیے جواز اور دیرپا عوامی سیاسی حمایت کو حاصل کرنے کی خاطر امریکہ نے افغانستان جنگ کے لیے ایک نئی توجیح پیش کی کہ یہ ایک جنگ نہیں بلکہ یہ دو علیحدہ علیحدہ جنگیں ہیں۔

اس توجیح کے مطابق ایک جنگ وہ ہے جو امریکہ پشتون قبائل کے خلاف افغانستان میں لڑ رہا ہے اور دوسری جنگ وہ ہے جو پاکستانی افواج پشتون قبائل کے خلاف فاٹا کے علاقے میں لڑ رہی ہیں۔ اس حکمت عملی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے امریکہ نے فاٹا میں موجود پشتون قبائل اور پاک فوج کے درمیان جنگ کو بھڑکایا۔ اس نئی حکمت عملی کو امریکہ نے مشرف کی مدد سے عملی جامعہ پہنایا اور اسکا آغاز لال مسجد کے محاصرے اور اس کے بعد اسکی انتظامیہ کے خلاف فوجی آپریشن سے شروع کیا۔ لال مسجد کے آپریشن نے قبائلی علاقوں میں موجود پشتون قبائل کو غم و غصے میں مبتلا کر دیا۔ لال مسجد کے نتیجے میں پیدا ہونے والے غم و غصے کو استعمال کرتے ہوئے امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں کے نیٹ ورک نے پاکستان کے شہری علاقوں میں فوجی تنصیبات اور عام شہریوں کو دھماکوں کے ذریعے نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ امریکہ نے ان حملوں کے ذریعے پاکستان کی فوج اور پشتون قبائل کے درمیان جنگ کو بھڑکایا اور ایک نئی جنگ کے لیے جواز مہیا کیا۔ اسطرح امریکہ اور پشتون قبائل کے درمیان افغان جنگ کی کوکھ سے پاک فوج اور پشتون قبائل کے درمیان ایک نئی جنگ نے جنم لیا جس میں امریکی انٹیلی جنس ایجنسیوں یا "ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک" نے بنیادی کردار ادا کیا اور انہی امریکی ایجنسیوں نے اس جنگ کو آج تک برقرار رکھا ہوا ہے۔

اس دوسری جنگ کا مقصد امریکہ کی خطے میں موجودگی کے لیے سیاسی حمایت اور پہلی جنگ کے لیے جواز مہیا کرنا ہے۔ اس نئی توجیح کا مقصد پاک فوج کو قبائلی علاقوں میں تعینات کرنا اور اسکو استعمال کرتے ہوئے پاکستان کے قبائلی علاقوں سے افغانستان کے پشتون قبائل کو ملنے والی مدد اور افغانستان میں ہونے والی دراندازی کو روکنا ہے۔ یہ اس نئی امریکی حکمت عملی کا بنیادی عنصر تھا کہ ایک افغان جنگ کو دو الگ الگ جنگوں میں تبدیل کیا جائے۔ اس گمراہ کن توجیح کو پیش کر کے امریکہ یہ کوشش کر رہا ہے کہ پاکستانی عوام اور سیاسی حلقوں کی توجہ پاکستانی ریاست اور پشتون قبائل کے مابین جاری جنگ پر برقرار رکھے، جسکو خود امریکہ مسلسل بھڑکا رہا ہے۔ یہ توجیح دو مقاصد کو پورا کر رہی ہے۔ اول کہ پاکستان کی مدد کو افغانستان میں جاری امریکی جنگ کے لیے حاصل کیا جا سکے، دوئم امریکہ کی نئی پالیسی کے مطابق اس جنگ کو خطے کے ممالک اپنا کر اپنے وسائل سے لڑیں۔ اور یہ امریکی منصوبے کا حصہ ہے کہ جیسے ہی امریکہ افغانستان سے مزاحمت کو شکست دیے بغیر اپنی افواج کا محدود انخلاء کرے تو افغانستان اور پاکستان کی افواج اس جنگ کو امریکہ کی جگہ لڑنے کے لیے تیار ہوں۔ اسطرح کی پالیسی کے لیے ایک ایسی توجیح کا ہونا ضروری ہے جو مقامی سطح پر قابلِ قبول ہو، اور جو اس جنگ کو پاکستان اور افغانستان کی اپنی جنگ کے طور پر پیش کرے اور جو یہ تاثر دے کہ امریکہ کا اس جنگ سے کوئی سروکار نہیں بلکہ یہ قبائل اور پاکستان کے درمیان ایک مقامی لڑائی ہے۔ یوں امریکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کی آڑ میں قبائلی مزاحمت کے خلاف پاکستان کی فوج کو استعمال کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ان تمام تر گمراہ کن توجیحات کے باوجود افغانستان کی جنگ ایک ہی جنگ ہے جسکا مقصد امریکہ کے لیے افغانستان میں مستقل فوجی اڈے قائم کرنا ہے تا کہ وہ خطے میں اپنا اثر و رسوخ برقرار رکھ سکے۔ امریکہ نے اپنی حکمت عملی کے تحت اس پالیسی کو اپنایا کہ ایک جنگ کو دو جنگوں میں تبدیل کر دیا جائے تا کہ وہ اپنے عسکری، انٹیلی جنس، سفارتی اور سیاسی اثر کو خطے میں برقرار رکھ سکے۔ خطے میں پائیدار امن اس وقت تک قائم نہیں ہو گا جب تک پاکستان کے سیاسی حلقے اس جنگ کو ایک جنگ کے طور پر نہ دیکھیں جو امریکہ کی جنگ ہے اور جو اس نے افغانستان پر مسلط کر رکھی ہے اور جب تک خطے سے امریکہ کے ہر قسم کے عسکری، انٹیلی جنس، سفارتی اور سیاسی وجود کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔

جنرل راحیل شریف کے نام حزب التحریر ولایہ پاکستان کا کھلا خط

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ وعلی آلہ وصحبہ ومن والاہو،بعد

"تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور درود و سلام ہو اللہ کے رسول ﷺ پر، ان کی آل پر، اور ان کے صحابہ پر اور ان تمام لوگوں پر جنھوں نے ان کی پیروی کی"

جنرل راحیل ہم اپنی بات کی ابتداء اس چیز سے کرتے ہیں جو خیر و بھلائی ہے اور ہمارے اور آپ کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے یاد دہانی بھی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے قرآن میں ارشاد فرماتا ہے: **قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ**" کہہ دو، اے اللہ! حکمرانی کا مالک تو ہے، تو ہی جسے چاہتا ہے حکومت بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت لے لیتا ہے، جسے چاہتا عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے، تمام خوبیاں تیرے ہاتھ میں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے" (آل عمران:26)۔

لہٰذا یہ قادرِ مطلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اذن سے ہی تھا کہ آپ مسلمانوں کی سب سے بڑی فوج، افواجِ پاکستان کے سپہ سالار بنیں۔ ہم آپ کو یاد دہانی کراتے ہیں کہ مسلمانوں کی فوج کی سربراہی کرنا ایک امانت ہے ، اور یہ سربراہی آپ کے لیے ایک موقع ہے کہ آپ اللہ ، اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے سامنے اپنے مقام کو بلند کریں۔ یہ ہمارے نبی رسول اللہ ﷺ ہی تھے جو مسلمانوں کی افواج کے پہلے سربراہ تھے اورآپ ﷺ آنے والے تمام زمانوں اور لوگوں کے لیے ایک شاندار مثال قائم کر گئے۔ ہماری اسلامی تاریخ اس بات کا ثبوت ہے کہ جس سپہ سالار نے رسول ﷺ کی مثال کی پیروی کی اسے عزت ملی اور وہ امت کے لیے رحمت کا باعث بنا۔ خالد بن ولیدؓ، صلاح الدین ایوبی اور محمد بن قاسم ان میں سے چند نمایاں نام ہیں۔ لہٰذا برباد ہو وہ شخص جو اس امانت میں خیانت کرے اور اللہ ایسی خیانت سے محفوظ رکھے!

اے جنرل راحیل! آپ نے ایسے وقت دنیا کی ایک بہترین فوج کی قیادت سنبھالی ہے جب پاکستان انتہائی نازک صورتِ حال سے گزر رہا ہے۔ جیسا کہ آپ یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ کئی سالوں سے افواجِ پاکستان کو قبائلی علاقے میں جنگ کے لیے دھکیل دیا گیا ہے، اور دوسری طرف اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے طول و عرض میں دھماکوں اور قتل و غارت کا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ خوف و ہراس کی ایک فضاء ہے جو ہر طرف پھیلی ہوئی ہے۔ حزب التحریر آپ کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرانا چاہتی ہے کہ یہ صورتحال امریکہ کی خارجہ پالیسی کا براہِ راست نتیجہ ہے، خصوصاً کم شدت کی عسکری لڑائیاں (low intensity conflict) کو فروغ دینے اور خفیہ "بلیک" آپریشنز کرنے کی امریکی پالیسی۔ یہی وہ کم شدت کی عسکری لڑائیاں ہیں جو اندرونی استحکام کو تباہ و برباد کر رہی ہیں، ہماری صلاحیتوں کو محدود کر رہی ہیں، ہماری استعداد کو نقصان پہنچا رہی ہیں، اور امریکہ کو اس بات کا جواز فراہم کر رہی ہیں کہ وہ ہم سے ڈو مور (Do More) کا مطالبہ کرے۔ اوراپنے مکروہ چہرے کو چھپانے اور کسی اور کو دشمن کے طور پر پیش کرنے کے لیے False Flag حملوں جیسے خفیہ آپریشن، ایسے امریکی ہتھکنڈے ہیں جنھیں امریکہ کی انٹیلی جنس ایجنسیاں لاطینی امریکہ سے لے کر جنوب مشرقی ایشیا تک دنیا بھر میں استعمال کرتی ہیں تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ تنازع سلگتا رہے اور وہ ملک عدم تحفظ کی آگ میں جلتا رہے۔

لہٰذا جنرل راحیل، یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ ہمارا حقیقی اندرونی خطرہ پاکستان میں امریکہ کی موجودگی ہے۔ یہ امریکہ کی موجودگی ہی ہے جو تفصیلی منصوبہ بندی، مالیاتی وسائل اور جدید اسلحہ کی فراہمی کو یقینی بناتی ہے کہ جو ایسی کاروائیوں کے لیے درکار ہیں، اور جس کے نتیجے میں ہی یہ ممکن ہو سکا کہ ایک لمبے عرصے سے فوجی اور غیر فوجی اہداف کو مسلسل نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ جب تک یہ غیر ملکی نیٹ ورک ہماری سرزمین پر قائم رہے گا، ہم کبھی بھی اس تباہ کن جنگ سے نہیں نکل سکیں گے چاہے ہم اس سے بھی کہیں زیادہ قربانیاں کیوں نہ دے دیں جو اب تک دی جا چکی ہیں۔

اور یہ صرف خلافت کے قیام سے ہی ممکن ہے کہ ہماری افواج بغیر کسی تاخیر کے حرکت میں آئیں اور اِس غیر ملکی اثر ورسوخ کا خاتمہ کر دیں اور ہمیں اس شر اور نقصان سے بچا لیں جو امریکی حکام کے پاکستان کے اندر سیاسی و فوجی رابطوں سے پہنچتا ہے ، اور سی. آئی. اے یا امریکی نجی سیکورٹی تنظیموں کے تحت چلنے والے ریمنڈ ڈیوس جیسے جاسوسی نیٹ ورک حتیٰ کہ امریکہ کے سفارت خانے اور قونصل خانوں کی موجودگی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایسا صرف خلافت ہی میں اس لیے ممکن ہے کیونکہ جمہوریت

کے برخلاف اسلام کا منفرد نظام حکومت، خلافت، حکمران کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ وہ صرف قرآن و سنت کو نافذ کرے اور قرآن و سنت اس بات کی واضح ممانعت کرتا ہے کہ ایسے دشمنوں سے اتحاد قائم کیا جائے جو مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں، ہمارے علاقوں پر قبضہ کرتے ہیں اور ہماری تباہی و بربادی جن کی دلی خواہش ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ** "اے ایمان والو! تم میرے دشمن اور خود اپنے دشمن سے دوستی نہ بناؤ۔ تم ان سے محبت کا اظہار کرتے ہو حالانکہ وہ اس حق سے کفر کرتے ہیں جو تمھارے پاس آیا ہے" (الممتحنہ 60: 1)۔

اور اے جنرل راحیل، حزب التحریر آپ کو یقین دلاتی ہے کہ یہ معاملہ چند گھنٹوں میں نبٹ سکتا ہے اگر آپ وہ ضروری اقدامات کریں جو ہماری افواج کو اس نرغے سے نجات دلائے گا، جس میں انھیں محض امریکی مفادات کو پورا کرنے کے لیے پھنسادیا گیا ہے۔

اے جنرل راحیل! ایسا صرف اس پاک سرزمین پاکستان میں خلافت کے قیام کے لیے نُصرۃ فراہم کرنے سے ہی ہو گا، جو اس خطے کو وہ تحفظ فراہم کرے گی جس کا یہ خطہ مستحق ہے۔ مزید برآں، آپ اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ آپ نصرۃ (مادی مدد) فراہم کر کے خلافت کے قیام کو چند گھنٹوں میں حقیقت کی شکل دے دیں۔ لہٰذا ہم آپ سے تقاضا کرتے ہیں کہ آپ اس معاملے میں اپنے عظیم اسلاف انصارِ مدینہ کے احوال کا جائزہ لیں۔ انصار نے رسول اللہ ﷺ کی پکار پر اس وقت لبیک کہا جب رسول اللہ ﷺ اسلامی ریاست کے قیام اور اسلام کے نفاذ کے لیے جنگی قوت رکھنے والے قبائل سے نصرۃ طلب کر رہے تھے، اور انہوں نے عقبہ کے مقام پر رسول اللہ کے ہاتھ پر دوسری بیعت کر کے رسول اللہ ﷺ کو نصرۃ فراہم کی۔ جنرل راحیل ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس نکتے پر غور و فکر کریں کہ انصار نے رسول اللہ ﷺ کی پکار پر قوت و استقامت کے ساتھ اس لیے لبیک کہا تھا کیونکہ وہ یہ جان گئے تھے کہ اس دین کے نفاذ کے لیے نصرۃ دینا عظیم اجر وثواب کا باعث ہے، ویسے ہی جیسا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا عظیم اجر و ثواب کا باعث ہے۔ جب انصار کے سالار سعد بن معاذؓ کا انتقال ہوا تو ان کی غمزدہ والدہ کو رسول اللہ ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے یہ خوش خبری سنائی کہ **((ليرقأ (لينقطع) دمعك، ويذهب حزنك، فإن ابنك أول من ضحك الله له واهتز له العرش))** "تمھارے آنسو رک جائیں گے اور تمھارا غم کم ہو جائے گا، اگر تم یہ جان لو کہ تمھارا بیٹا وہ پہلا شخص ہے کہ جس کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ مسکرایا اور اس کی وفات پر اللہ کا عرش ہل گیا ہے" (الطبرانی نے روایت کیا)۔ ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر انعام کیا ہو گا کہ جس کی تمنا کوئی مسلم سپہ سالار کر سکتا ہے؟ جبکہ ہم اس شخص سے مخاطب ہیں کہ جس کے خاندان کو یہ عزت و شرف حاصل ہے کہ اس خاندان میں ایک نہیں بلکہ دو افراد کو شہادت کی موت نصیب ہوئی، میجر عزیز بھٹی شہید اور شبیر شریف شہید۔ اللہ ان دونوں کی قربانیوں کو قبول فرمائے (آمین)۔

حزب التحریر آپ کو یقین دلاتی ہے کہ آپ کی کمان کے نیچے کئی ایسے افسران ہیں جو پہلے ہی اس عظیم مقصد کے لیے خود کو وقف کر چکے ہیں۔ یہ وہ بہادر اور مخلص افسران ہیں، کہ جب آپ اس سمت میں عملی قدم اٹھائیں گے تو یہ آپ کے ساتھ، آپ کے پیچھے اور آپ کے آگے کھڑے ہوں گے! حزب التحریر اپنے امیر، مشہور فقیہ اور قابل رہنما، شیخ عطا ابن خلیل ابو الرَشتہ کی قیادت میں اس بات کی مکمل تیاری رکھتی ہے کہ وہ خلافت کے قیام کے ساتھ ہی اسلام کو نافذ کرے۔ اگر آپ خلافت راشدہ کے قیام کے لیے حزب التحریر کو نصرۃ دیں اور اس دنیا اور آخرت میں عزت اپنا مقدر بنالیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ اُس کی راہ پر چلنے والوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔

اے جنرل راحیل! اے شہیدوں کے خاندان سے تعلق رکھنے والے جرنیل! ہم یہاں اپنی مخلص نصیحت کا اختتام کرتے ہیں، جو ہم نے صرف اللہ کی خاطر آپ کو دی ہے۔ اب یہ آپکی ذمہ داری ہے کہ آپ اِس صورتِ حال کا خاتمہ کریں کہ آج کفار، ان کے ایجنٹ اور اسلام کے دشمن پاکستان کی تباہی پر خوشیاں منا رہے ہیں۔ ہم نے اللہ کی جانب سے عائد کردہ ذمہ داری سے آپ کو آگاہ کر کے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔ اور ایک ایمان والا نصیحت پر عمل کرتا ہے تو خود اپنے ہی فائدے کے لیے کرتا ہے! اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **(فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ)** "نصیحت مؤمنوں کو نفع دیتی ہے" (الذٰریٰت 51:55)۔

11 صفر 1435ھ — **حزب التحریر**

14 دسمبر 2013ء — ولایہ پاکستان

پاکستان سے امریکی وجود کا خاتمہ کرو جو بم دھماکوں اور عدم تحفظ کی بنیادی وجہ ہے

پاکستان کے حکمرانوں اور ان کے امریکی آقاؤں کے درمیان جنوری 2014 کے آخری ہفتے میں واشنگٹن میں ہونے والے مذاکرات سے قبل پورا پاکستان بم دھماکوں اور قتل وغارت گری کے پے درپے واقعات سے لرز اٹھا جن کا نشانہ، عام شہری اور افواج، دونوں ہی تھے۔ راحیل -نواز حکومت نے وزیرستان میں فوجی آپریشن کے لیے رائے عامہ ہموار کرنے اور اس کے لیے حمائت حاصل کرنے کے لیے اِن خونی اور وحشیانہ کاروائیوں کو جواز کے طور پر استعمال کیا۔ وزیرستان وہ علاقہ ہے جو افغانستان پر قابض امریکی افواج کے خلاف ہونے والے حملوں کا مرکز ہے، جس نے امریکیوں کی کمر توڑ ڈالی ہے اور ان کے دلوں کو خوف میں جکڑ رکھا ہے۔

جہاں تک پاکستان میں ہونے والے شیطانی بم دھماکوں کی مہم کا تعلق ہے تو وہ لوگ جو معاملات سے پوری طرح باخبر ہیں اس بات سے آگاہ ہیں کہ امریکی انٹیلی جنس کئی سال قبل ڈھیلے ڈھالے قبائلی نیٹ ورک میں داخل ہو چکی ہے۔ یہ افراتفری پھیلانے کی مہم امریکہ کی خارجہ پالیسی کا براہ راست نتیجہ ہے، خصوصاً کم شدت کی عسکری لڑائیوں کو فروغ دینے اور خفیہ "بلیک آپریشن" کرنے کی امریکی پالیسی۔ یہ وہ کم شدت کی عسکری لڑائیاں ہیں جو ملک کے اندرونی استحکام کو تباہ وبرباد کر رہی ہیں، ہماری صلاحیتوں کو محدود کر رہی ہیں، ہماری استعداد کو نقصان پہنچا رہی ہیں، اور امریکہ کو اس بات کا جواز فراہم کرتی ہیں کہ وہ ہم سے ڈو مور کا مطالبہ کرے۔ یہی وہ خفیہ آپریشن اور False Flag حملے ہیں جنھیں امریکی انٹیلی جنس ایجنسیاں اپنے مکروہ چہرے کو چھپانے اور کسی اور کو دشمن کے طور پر پیش کرنے کے لیے کرتی ہیں ۔ یہ ہتھکنڈے امریکہ کی انٹیلی جنس ایجنسیاں لاطینی امریکہ سے لے کر جنوب مشرقی ایشیا تک دنیا بھر میں استعمال کرتی ہیں تا کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ جنگ کی آگ سلگتی رہے اور ملک عدم تحفظ کی آگ میں جلتا رہے۔ یکم دسمبر 2009 کو امریکی صدر اوبامہ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا کہ "ماضی میں پاکستان میں ایسے لوگ رہے ہیں جو یہ کہتے تھے کہ انتہاپسندوں کے خلاف جدوجہد ان کی جنگ نہیں ...لیکن جب معصوم لوگ کراچی سے اسلام آباد تک قتل ہوئے تو یہ واضح ہو گیا کہ یہ پاکستان کے عوام ہیں جن کو انتہاپسندی سے سب سے زیادہ خطرہ ہے"۔

پاکستان میں اس قسم کی افراتفری صرف اور صرف امریکہ کے لیے فائدہ مند ہے۔ امریکہ یہ چاہتا ہے کہ پاکستان کی فوج ان قبائلی جنگجوؤں کو نشانہ بنائے جو پاک افغان سرحد پار کر کے افغانستان پر قابض امریکہ کے خلاف لڑ رہے ہیں ۔امریکہ ہی اس قسم کی ابتری اور افراتفری پیدا کرتا ہے کیونکہ وہ افواج پاکستان میں ان مضبوط اسلامی جذبات اور احساسات سے بخوبی واقف ہے جس نے انھیں اپنے وقت کی سپر پاور سوویت یونین کو ختم کرنے کی طرف ابھارا جب انھوں نے افغانستان پر سوویت یونین کے قبضے کے خلاف قبائلی مسلمانوں کی حمائت کی اور انھیں بھر پور معاونت فراہم کی۔ لیکن اب چونکہ امریکہ خود افغانستان پر قابض ہے لہٰذا امریکہ افواج پاکستان میں موجود اس خیر کو افغانستان پر اپنے قبضے کے خلاف انتہائی تشویش ناک اور خطرناک تصور کرتا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر امریکہ اس بات سے شدید خوفزدہ ہے کہ یہ افواج اس مسلم علاقے میں خلافت کے دوبارہ قیام کے لیے اپنی ذمہ داری کو پورا کریں اور نصرۃ فراہم کریں اور یہ وہ معاملہ ہے جس نے امریکیوں کی نیندیں حرام کر رکھیں ہیں کیونکہ خلافت کا قیام اس خطے سے امریکی بالادستی کا خاتمہ کر دے گا۔ 16 نومبر 2009 کو New Yorker میں شائع ہونے والے ایک مضمون: "ہتھیاروں کی حفاظت۔ کیا غیر مستحکم پاکستان میں ایٹمی ہتھیار محفوظ رکھے جاسکتے ہیں؟" میں بیان کیا گیا کہ "بنیادی خطرہ بغاوت کا ہے کہ پاکستانی فوج میں موجود انتہاء پسند کہیں حکومت کا تختہ نہ الٹ دیں...اوباما انتظامیہ کے ایک سینئر عہدیدار نے حزب التحریر کا تذکرہ کیا... جس کا ہدف خلافت کا قیام ہے۔ یہ لوگ پاکستان کی فوج میں جڑیں بنا چکے ہیں اور فوج میں ان کے خلیے موجود ہیں"۔

اور جہاں تک وزیرستان میں فوجی آپریشن کا تعلق ہے تو امریکہ کو اس کی جتنی اشد ضرورت اب ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ معاشی لحاظ سے تباہ ہوتا ہوا امریکہ اور اس کی بزدل افواج کا گرتا ہوا حوصلہ، امریکہ کو اس بات پر مجبور کر رہا ہے کہ وہ محدود انخلاء کے بعد افغانستان میں اپنی موجودگی کو برقرار رکھنے کے لیے مذاکرات کا سہارا لے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے پاکستان کی قیادت میں موجود غداروں کو متحرک کیا ہے کہ وہ مذاکرات اور آپریشن کے متعلق خوب شور مچائیں۔ اس طرح امریکہ افغانستان میں فتح کا خواہش مند ہے، ایک ایسی فتح جو وہ خود اپنے بل بوتے پر کسی صورت حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن امریکہ کو تحفظ فراہم کرنے کی صورت میں مسلمان مزید نقصان اٹھائیں گے جیسا کہ وہ اس سے قبل ماضی کے فوجی آپریشنز میں

اٹھا چکے ہیں۔ قبائلی مسلمان اپنے گھروں سے بے دخل ہو جائیں گے، ملک عدم تحفظ کا شکار ہو جائے گا اور مسلمانوں کی سب سے بڑی فوج جس میں لاکھوں بہادر جوان موجود ہیں جو شہادت یا کامیابی کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں، وہ ایک کرائے کی فوج کی شکل اختیار کر لیں گے جس کا مقصد بزدل امریکی افواج کی حفاظت کرنا ہو گا تاکہ انھیں ایک ذلت آمیز شکست سے بچا سکیں۔ دونوں جانب سے مسلمان ہی مسلمان کو قتل کرے گا جس سے ایک طرف تو کفار کے مفادات کو تحفظ حاصل ہو گا تو دوسری جانب ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے غضب کے حق دار بھی بن جائیں گے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں **(وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا)** "اور جو کوئی کسی مؤمن کو قصداً قتل کر ڈالے، اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور اس کے لیے بڑا دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے" (النساء:93)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **((إذا التقى المسلمان بسيفيهما فالقاتل والمقتول في النار، قلنا يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال انه كان حريصا على قتل صاحبه))** "جب دو مسلمان لڑائی میں ایک دوسرے کا سامنا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے، تو قاتل اور مقتول دونوں ہی جہنم کی آگ میں جائیں گے، صحابہ نے پوچھا، اے اللہ کے پیغمبر ایک تو قاتل ہے لیکن جس کو قتل کیا گیا اس کے متعلق بھی یہی فیصلہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیونکہ اس کا بھی اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ تھا"۔

اے پاکستان کے مسلمانو! جب تک پاکستان کے وجود کو ہر قسم کی امریکی موجودگی سے پاک نہیں کر دیا جاتا ہماری افواج اور قبائلی مسلمان اس فتنے کی جنگ کی آگ میں جلتے رہیں گے۔ ہماری افواج پر لازم ہے کہ وہ امریکی سفارت خانے کو بند کرنے اور امریکی سفارت کاروں بشمول اس کے سفیر، فوجیوں اور انٹیلی جنس کے افراد کو ملک بدر کرنے کے لیے حرکت میں آئیں۔ اسی طرح ہمارے قبائلی لوگوں پر بھی یہ لازم ہے کہ وہ اپنے درمیان موجود فتنہ پروروں کو نکال باہر کریں جو بجائے اس کے کہ وہ افواج پاکستان سے خلافت کے قیام کے لیے مدد حاصل کرنے کی کوشش کریں، اُن پر حملوں کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہماری افواج اور قبائلی جنگجو، دونوں اپنی بندوقوں کا رخ امریکہ کی جانب موڑ دیں تاکہ خطے سے امریکی راج کا خاتمہ کیا جاسکے جو ہماری شہری اور فوجی تنصیبات کو نشانہ بنانے کے لیے درکار پیچیدہ منصوبہ بندی، جدید ترین ہتھیاروں اور مالی وسائل کی فراہمی کا اصل ذمہ دار ہے۔ جب تک ہماری سرزمین پر امریکہ موجود رہے گا ہم کبھی بھی اس تباہ کن جنگ کا خاتمہ ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکیں گے چاہے ہم اب تک اٹھائے گئے جانی و مالی نقصان سے زیادہ نقصان ہی کیوں نہ برداشت کر لیں۔ اور یہ یقین رکھیں کہ خلافت کی واپسی کے بعد، جو انشاء اللہ عنقریب ہے، ہماری افواج اور قبائلی جنگجوؤں کو بغیر کسی تاخیر کے خطے میں موجود امریکی افواج اور اس کی موجودگی کے خاتمے کے لیے اس طرح متحرک کیا جائے گا جو ان کے دلوں کو خوف سے دہلا دے گا، ان کے شیطانوں کو شیطانی چھوڑنے پر مجبور کر دے گا اور اس امت کے خلاف ان کے عزائم اور منصوبوں کو پاش پاش کر دے گا۔

لہٰذا آپ خلافت کے قیام کے لیے دن رات ایک کر دیں جیسا کہ حزب التحریر کے شباب کر رہے ہیں۔ حزب کے شباب کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جائیں اور پاکستان کے مسلمانوں کو ایک طاقتور متحرک قوت میں تبدیل کر دیں تاکہ حقیقی تبدیلی کی منزل کو پایا جاسکے۔ کوئی مسجد، اسکول، یونیورسٹی، بازار اور دفتر خلافت کی پکار کی گونج سے خالی نہ رہ جائے۔ اس دعوت کی تشہیر اور وضاحت کے لیے آپ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کریں، لوگوں سے بات چیت کریں، مساجد اور بازاروں میں بیانات دیں، اپنے گھروں اور گلی محلوں میں درسوں کا اہتمام کریں، ایس. ایم. ایس، ای میل، ریڈیو، ٹیلی وژن، فیس بک یعنی ان تمام وسائل اور اسالیب کو استعمال کریں جن سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو نوازا ہے اور اس طرح خطے میں موجود ہر مسلمان خلافت کا مطالبہ کرنے لگے اور یہ پورا خطہ خلافت کی پکار سے گونج اٹھے۔ آپ افواج پاکستان میں موجود اپنے والد، بھائیوں اور بیٹوں سے یہ مطالبہ کریں کہ وہ خلافت کے قیام کے لیے حزب التحریر کو نصرۃ فراہم کریں تاکہ اس خطے میں امریکہ کو یقینی موت کا شکار بنایا جا سکے۔ یہ وہ خلافت ہو گی جو مسلمانوں پر مسلط ذلت و رسوائی کے دور کا خاتمہ کرے گی اور ان کے لیے عزت، طاقت اور عروج کے نئے دور کا آغاز کرے گی۔

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ

"عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کے رسول ﷺ کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے، لیکن یہ منافق نہیں جانتے" (المنافقون:8)۔

30 ربیع الاول 1435	**حزب التحریر**
کیم فروری 2014	ولایہ پاکستان

صرف امریکی مفاد کے لیے ایران سُنی-شیعہ فرقہ واریت کو ہوا دے رہا ہے

تحریر: ابو ہاشم

ہر گزرتے دن کے ساتھ مسلم دنیا میں سنیوں اور شیعوں کے درمیان فرقہ وارانہ نفرتوں کو بڑھکانے کے لیے ایران کی حمائت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ایران کی جانب سے فرقہ واریت کی سازش کا مرکز اس وقت شام بنا ہوا ہے۔ پچھلے چند سالوں سے ایران اور اس کی پٹھوؤں حزبِ ایران (حزب اللہ) شام کی گرتی ہوئی بشار حکومت کو سہارا دینے کے لیے زبردست معاشی و فوجی امداد فراہم کر رہے ہیں۔

یکم اکتوبر 2012 کو اخبار دی ٹائمز نے یہ خبر شائع کی کہ ایران نے بشار کی حکومت کو تقویت فراہم کرنے کے لیے 10 ارب ڈالر دیے تھے۔ یہ انکشاف واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ایران بین الاقوامی پابندیوں کے نتیجے میں اپنے عوام پر پڑنے والی معاشی مشکلات کے باوجود بشار الاسد کو کس قدر زبردست مدد فراہم کر رہا ہے۔ ستمبر 2012 میں انقلابی گارڈز کے کمانڈر بریگیڈئر جنرل محمد علی جعفری نے شام کے معاملات میں ایران کے ملوث ہونے کا اعتراف کیا۔ محمد علی نے کہا کہ "القدس عسکری گروپ کے بہت سے اراکین شام اور لبنان میں موجود ہیں۔۔۔ ہم ان ممالک کو مشاورت اور تجربہ فراہم کرتے ہیں"۔ 16 جون 2013 کو دی انڈیپنڈنٹ نے یہ خبر شائع کی کہ ایرانی قیادت نے شام میں چار ہزار ایرانی انقلابی گارڈز کو پہلے دستے کے طور پر بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے۔

جہاں تک حزبِ ایران کا تعلق ہے تو وہ شام میں فوجی لحاظ سے بہت زیادہ ملوث ہے۔ رائٹرز کو علاقائی سیکورٹی حکام نے بتایا کہ اس وقت شام میں حزب اللہ کے دو سے چار ہزار جنگجو اور ماہرین موجود ہیں۔ حزبِ ایران شام کے معاملات میں ایران کی مرضی کے بغیر اس قدر زبردست پیمانے پر ملوث نہیں ہو سکتی تھی۔ صبحی الطوفیلی نے، جنھوں نے 1989 سے 1991 تک حزب اللہ کی قیادت کی، کہا کہ شام میں مداخلت کا فیصلہ مکمل طور پر اسلامی جمہوریہ ایران کے کہنے پر کیا گیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ "میں جماعت کا سیکریٹری جنرل تھا اور میں جانتا ہوں کہ یہ ایرانی فیصلہ ہے اور اگر یہ فیصلہ نہ کیا جاتا تو ایران سے مخاصمت کا معاملہ ہو جاتا" (رائٹرز، 26 ستمبر 2013)۔ لہٰذا ایران اور اس کی جماعت حزبِ ایران کھل کر بشار الاسد کی حمائت کر رہے ہیں۔

ایران، بشار الاسد اور حزبِ ایران کی اس شیطانی تکون نے مسلمانوں کا خون بہانے کے لیے اپنی کوششوں کو ناقابل یقین حد تک بڑھا دیا ہے اور اس عمل میں ہولناک جنگی جرائم کا ارتکاب کیا ہے جن کا اس سے قبل کبھی مشاہدہ بھی نہیں کیا گیا۔ قصیر کی جنگ اس کی صرف ایک مثال ہے۔ یکم جون 2013 کو ہیومن رائٹس واچ کی مشرقِ وسطی کی ڈائریکٹر سارہ لیح وٹسن نے کہا کہ "کوئی بھی طاقت جو القصیر سے شہریوں کے انخلاء کے عمل کو روکتی ہے تو وہ جنگی قوانین کی سنگین خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہے۔ شامی حکومت کی افواج کو کسی صورت شہریوں کو نشانہ نہیں بنانا چاہیے اور لوگوں تک امدادی سامان کو پہنچنے کی اجازت دینی چاہیے"۔

ان کے غصے کا نشانہ شام کی سنی آبادی ہے جس کو یہ خطے میں اپنے اثرورسوخ اور شیعہ ہلال تخلیق کرنے کے ایرانی ہدف کے لیے خطرہ سمجھتے ہیں۔ وہ اس مزاحمتی تحریک کے زبردست اسلامی تشخص کو شدید خوف کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ 5 ستمبر 2013 کو ایران کی ماہرین کی اسمبلی نے ایک اعلامیہ جاری کیا جس کا مقصد شام کی اسلامی حزب اختلاف کے کردار پر کیچڑ اچھالنا تھا۔ اس بیان میں کہا گیا کہ "ہم مسلم دنیا کے سائنسی اور علمی مراکز کے اسکالرز سے تکفیری سلفی تحریک کا مقابلہ کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں جو خطے میں اجنبی ہے اور اسلام و قرآن سے مطابقت نہیں رکھتی...اور اس تحریک کی مذمت کریں۔ اس سے قبل اگست 2013 میں حزب ایران کے سربراہ نصر اللہ نے یہ کہا کہ وہ تکفیریوں کا سامنا کرنے خود شام جائے گا۔ اس نے کہا کہ "تکفیریوں کے خلاف جنگ کے لیے اگر ضرورت ہوئی تو میں خود شام جاؤں گا۔ حزب اللہ اور میں ان باغیوں سے لڑنے شام جائیں گے جو دمشق کی حکومت کو ہٹانا چاہتے ہیں۔ ہم ہی وہ ہیں جو اس جنگ کی قسمت کا فیصلہ کریں گے۔ جیسے ہم نے اسرائیل کے خلاف ہر جنگ میں کامیابی حاصل کی ہے ویسے ہی ہم دہشت گردی اور تکفیریوں کے خلاف بھی جنگ میں فتح حاصل کریں گے" (نہرنیٹ نیوز ڈیسک، 16 اگست 2013)۔ اس وقت یہ کوئی حیران کن امر نہیں ہے کہ ایرانی حکومت نے اپنا سارا زور الاسد حکومت کو بچانے کے لیے لگا دیا ہے۔ عرب اور افریقی امور کے لیے ایران کے نائب وزیر خارجہ حسین عامر عبداللہ نے کہا کہ "ہم شام کی حکومت کو گرانے کی اجازت نہیں دیں گے"۔

ایران کی اس قسم کی مداخلت نے دوسرے مقامات پر بھی سنیوں اور شیعوں کے درمیان معاملات کو خراب کیا ہے۔ عراق میں ایرانی اثرورسوخ کو ہی دیکھ لیجئے۔ امریکہ کے خفیہ سفارتی خطوط، جو شائع ہو چکے ہیں، میں 2003 میں

عراق پر امریکی حملے کے بعد عراق میں ایرانی انقلابی گارڈز نے ایرانی حکومت کے اثر و رسوخ کو بڑھانے میں جو کردار ادا کیا ہے، اس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان خطوط میں کہا گیا ہے کہ "اپنے افسران اور عراق میں اپنے حامیوں کے ذریعے القدس فورس کے جنرل سلیمانی نے ہر قسم کے سفارتی، انٹیلی جنس، سکیورٹی اور معاشی طاقت کو اپنے اتحادیوں اور مخالفین پر اثر انداز ہونے کے لیے استعمال کیا تاکہ بغداد کی مرکزی حکومت اور صوبوں میں ایران دوست حکومتوں کو قائم کیا جاسکے"۔ ایک اور سفارتی خط میں لکھا گیا کہ "سلیمانی کے کئی اعلیٰ عراقی عہدیداروں سے قریبی تعلقات ہیں جن میں صدر جلال طالبانی اور وزیر اعظم نوری المالکی شامل ہیں" (وال سٹریٹ جنرل ،29نومبر 2010)۔

عراق کی سیاست کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کے علاوہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایران اپنے اثر و رسوخ کے ذریعے عراق میں اور کیا کچھ کر رہا ہے۔ 2007 میں میجر جنرل رک لینچ نے، جو بغداد کے جنوب میں امریکی آپریشنز کا کمانڈر تھا، اس بات کا انکشاف کیا کہ ایران شیعہ ملیشیا کو تربیت فراہم کر رہا ہے۔ اس نے کہا کہ "وہ شیعہ انتہا پسندوں کو تربیت فراہم کرنے میں معاونت فراہم کر رہے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ یہاں پر موجود ہیں اور ہم انھیں بھی نشانہ بناتے ہیں" (واشنگٹن پوسٹ، 20اگست 2007)۔ اس کے علاوہ دوسری خبروں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حزب ایران، ایران میں موجود شیعہ ملیشیاؤں کو تربیت فراہم کرتی ہے۔ 2008 کے موسم گرما میں نیویارک ٹائمز نے انکشاف کیا کہ "امریکی یہ کہتے ہیں کہ تہران کے قرب و جوار میں موجود تربیتی مراکز میں تربیت فراہم کی جاتی ہے جن کی نگرانی اسلامی انقلابی گارڈ کی القدس فورس کرتی ہے اور یہ تربیت حزب اللہ کے جنگجو فراہم کرتے ہیں۔ حزب اللہ کے لڑاکے ایران کے لیے کئی اہم کام انجام دیتے ہیں۔ اول یہ کہ ایرانی سمجھتے ہیں کہ یہ بہتر ہے کہ عرب (شیعہ) ہی دوسرے عربوں (شیعوں) کو تربیت فراہم کریں۔ دوئم یہ کہ حزب اللہ کو لبنان میں آپریشنز کی منصوبہ بندی اور اسلحہ اور دھماکہ خیز مواد کے استعمال کا وسیع تجربہ حاصل ہے..."۔ واضح طور پر ایران اور حزب اللہ شام اور عراق میں شیعہ-سنی کے درمیان نفرت کے آگ بھڑکانے اور پھیلانے کا کردار مشترکہ طور پر ادا کر رہے ہیں۔

شام اور عراق کے علاوہ مشرق وسطی میں بھی ایران شیعوں اور سنیوں کے درمیان کشیدگی پیدا کرنے کی بھرپور کوششوں میں مصروف ہے جس میں یمن بھی شامل ہے۔ بحرین اکثر و بیشتر ایران پر اس بات کا الزام لگاتا رہتا ہے کہ وہ اس کے ملک میں موجود شیعوں کو بادشاہ حماد کے خلاف سڑکوں پر نکلنے کے لیے اکساتا رہتا ہے۔ فروری 2013 میں بحرین نے ایرانی انقلابی گارڈز پر الزام لگایا کہ انھوں نے بحرین کی مشہور شخصیات کو قتل کرنے اور ائرپورٹ اور حکومتی عمارتوں پر حملے کرنے کے لیے ایک عسکری سیل قائم کر رکھا ہے۔ اس کے علاوہ حال ہی میں سعودی حکومت نے امریکی حکومت پر تنقید کی کہ وہ ایران سے روابط رکھنے کے حوالے سے غلطی پر ہے۔ یمن ایران پر اپنے ملک کے معاملات میں مداخلت کرنے اور سنی-شیعہ لڑائی کروانے کے حوالے سے تنقید کرتا رہتا ہے۔ 10 نومبر 2013 کو یمنی وزیر خارجہ ابو بکر القربی نے ایران پر الزام لگایا کہ وہ شیعہ باغیوں کو ہتھیار فراہم کر رہا ہے۔ یہ الزام اس وقت لگایا گیا جب یمنی حکومت نے اپنے سمندر میں ایک ایرانی بحری جہاز کو پکڑا جس پر ہتھیار موجود تھے اور وہ جہاز یمن کے شیعہ باغیوں کی جانب جارہا تھا۔ پاکستان بھی اس معاملے میں ایران کے شر سے محفوظ نہیں ہے اور شیعہ-سنی لڑائی کے مسئلے میں الجھ گیا ہے۔

ایران کی خطے میں سنی-شیعہ کشیدگی کو پیدا کرنے اور اسے ہوا دینے کے حوالے سے یہ صرف ایک خلاصہ ہے، اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایران تندہی سے لبنان سے یمن تک اپنے اثر و رسوخ کو بڑھانے کے لیے کام کر رہا ہے۔ اس علاقے کو عموماً 'شیعہ ہلال' کے نام سے جانا جاتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس خطے میں موجود تیل کے ذخائر شیعوں کے ہاتھ میں آجائیں اور ایران تیل کی سپلائی کی حفاظت کرے اور امریکی اس تیل کی دولت سے فائدہ اٹھائیں۔ 2006 میں والی نصر نے خطے میں شیعوں اور ایران کی طاقت کا اعتراف کیا اور اس بات کو بیان کیا کہ کس طرح یہ صورتحال امریکہ کے لیے فائدہ مند ثابت ہوگی۔ اس نے کہا کہ "شیعوں کا دوبارہ ابھرنا امریکہ کے لیے باعث تشویش نہیں ہونا چاہیے...یہ واشنگٹن کے لیے نئے مواقع پیدا کرے گا کہ وہ خطے میں اپنے مفادات کے تکمیل کو یقینی بنا سکے۔ خطے کے شیعوں سے تعلقات استوار کر کے عراق کی تباہ کن صورتحال سے نکلنا واشنگٹن کی کامیابی کی ایک مثال ہے۔ اس مقصد میں کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ایران سے رابطہ قائم کیا جائے، وہ ملک جہاں دنیا کی سب سے بڑی شیعہ آبادی موجود ہے اور وہ علاقائی قوت کے طور پر ابھر رہا ہے، جس کے پاس پورے مشرق وسطی میں موجود شیعوں کے ساتھ ایک وسیع اور مضبوط نیٹ ورک موجود ہے جس کی سب سے بڑی مثال عراق ہے" (فارن افیئرز، جولائی/اگست 2006)۔ یقیناً اس وقت ایٹمی معاملہ پر ایران اور امریکہ کے درمیان ہونے والے مذاکرات کو اگر، شیعہ ہلال، ایرانی طاقت اور امریکی مفادات کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے مشرق وسطی کے تیل کی سپلائی کو کنٹرول کرنے کے تناظر میں دیکھا

جائے تو لوگ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ خطے میں سنی - شیعہ اختلاف اچانک پیدا نہیں ہوا بلکہ یہ ایک منظم امریکی منصوبے کا حصہ ہے۔

لیکن اس کے باوجود اگر کسی کو ایران اور اس کے پِٹھو حزبِ ایران کے حوالے سے کوئی خوش فہمی ہے کہ وہ اسلامی دنیا کے مفادات کا تحفظ کر رہے ہیں تو انھیں لازمی پچھلے سال اسرائیل کی جانب سے دمشق پر ہونے والے حملے کو دیکھنا چاہیے۔ یہ دونوں ہی بری طرح سے بے نقاب ہو گئے کیونکہ اس حملے پر ان کا ردعمل انتہائی بودا تھا۔ انھوں نے دشمن اسرائیل کے خلاف لڑنے کی بجائے شام میں مسلمانوں کے قتل عام میں معاونت فراہم کرنے کو ضروری سمجھا۔ لیکن ایسا پہلی بار نہیں ہوا کہ ایران امتِ مسلم کی مدد کرنے کو نہیں پہنچا۔ دونوں خلیجی جنگیں، امریکہ کا افغانستان پر قابض ہونا اور اسرائیل کی لبنان کے ساتھ جنگ تہران کے دوغلے پن اور اسلام کے مفادات کے تحفظ کی ذمہ داری سے بھاگنے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

جہاں ایران سنی اسلام کا دوست نہیں، وہیں تہران کا اپنے شیعہ بھائیوں کے ساتھ سلوک بھی کوئی کم قابل مذمت نہیں ہے۔ دوسری خلیجی جنگ میں جب امریکی افواج نجف اور کربلہ میں شیعوں سے لڑ رہی تھیں اور ان کا قتل عام کر رہیں تھیں تو ایران خاموشی سے اس صورتحال کو دیکھ رہا تھا۔ تہران نے اپنے طرز عمل کو 2006 میں ایک بار پھر دہرایا جب اسرائیل نے لبنان پر حملہ کیا۔ اس جنگ کے دوران ایران اپنے پٹھو حزب اللہ کی مدد کے لیے نہیں آیا اور صرف اخلاقی مدد فراہم کی۔ ان تمام مثالوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایرانی حکومت شیعوں کی مشکل صورتحال سے بالکل لاتعلق ہے اور اسے صرف امریکہ اور اسرائیل کی غنڈہ گردی کو طاقت فراہم کرنے سے مطلب ہے۔

ایران اور حزب ایران کی قیادت کا کردار ماضی کی کسی بھی قیادت جیسا ہی ہے جنھوں نے فرقہ واریت کو ہوا دی تاکہ مسلمانوں کے دشمنوں کو فائدہ پہنچایا جاسکے۔ وہ مسلمانوں کے دشمنوں کا ساتھ دینا پسند کرتے ہیں اور اس بات کی پروا نہیں کرتے کہ اس سے شیعہ یا سنی مسلمانوں کو کیا نقصان پہنچے گا۔ تیرہویں صدی عیسوی میں ال القامی، جو کہ خلیفہ متعصم کے سیاسی حلقہ میں شامل تھا، نے خلیفہ سے غداری کی اور اس کو اس غداری پر اس کے فرقہ وارانہ جذبات نے آمادہ کیا اور اس نے غیر ملکی طاقت ہلاکو خان اور اس کی فوج کا ساتھ دیا۔ ال القامی نے ہلاکو کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا اور اس کی غداری نے ہلاکو خان کو اس قابل کیا کہ اس نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی لیکن ہلاکو خان کی فوج نے بغداد کے مسلمانوں کے قتل عام میں اس بات کی کوئی تفریق نہیں کی کہ قتل ہونے والا سنی ہے یا شیعہ۔ ابن کثیر نے کہا کہ "جب خلیفہ کو قتل کر دیا گیا تو وہ پورے ملک میں پھیل گئے، اور مردوں، عورتوں، بچوں، جوانوں، بوڑھوں، بیماروں اور صحت مند سب کو قتل کرنے لگے... یہ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے اس وقت تک قتل عام جاری رکھا جب تک مرنے والوں کی تعداد دس لاکھ آٹھ ہزار ہو گئی"۔

جو لوگ خود کو اندھوں کی طرح فرقہ وارانہ مسائل میں ملوث کرتے ہیں ان کو یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ ان کے اس عمل کا کس کو نقصان پہنچے گا۔ انھیں فرقہ وارانہ مسائل میں ملوث ہونے سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے جس کے نتیجے میں امت کا اتحاد پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ فرماتے ہیں "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقے میں نہ پڑو"۔

اس کے علاوہ ایران کی حکومت کو جان لینا چاہیے کہ اس قسم کے تباہ کن اعمال صرف امریکہ جیسی بیرونی طاقتوں اور حکومت میں موجود امریکی ایجنٹوں کو ہی فائدہ پہنچاتے ہیں۔ اس عمل کو چھوڑ کر انھیں چاہیے کہ وہ نبوت کے طریقے پر خلافت کے دوبارہ قیام کی جدوجہد کی حمائت کریں جہاں وہ اسلامی ریاست کے شہری ہونے کی حیثیت سے امن کی زندگی گزار سکیں گے۔ جیسا کہ حزب التحریر نے ایران کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ ایران کو امریکہ استعمال کر رہا ہے تاکہ شام میں خلافت کے قیام کو روکا جاسکے، "ہم ایران کے حکمرانوں کو یاد کرانا چاہتے ہیں، اس بات کے باوجود کہ وہ اس بات پر ایمان نہیں رکھتے کہ خلافت کا قیام اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے فرض ہے، اور جب انھیں اس فرض کی یاد دہانی کروائی جاتی ہے تو ان کا دماغ صرف کسی ظالم خلیفہ کا ہی تصور کرتا ہے، ہم انھیں یاد دلانا چاہتے ہیں کہ جس خلافت کے قیام کی لوگ کوشش کر رہے ہیں وہ نبوت کے طریقے پر چلنے والی خلافت ہو گی۔ وہ خلافت جس کے قائد اور سپاہی ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم تھے۔ تو اگر ایران کے حکمران اس کے قیام کی راہ میں روکاوٹ بنیں گے تو یہ علی رضی اللہ عنہ کی سیرت کی مخالفت ہو گی جنھوں نے اپنے سے پہلے تین خلفاء کو بیعت دی تھی، اور وہ ان کے معاون تھے اور ان کے ساتھ مخلص تھے۔ تو علی رضی اللہ عنہ کی سیرت کی پیروی کرو اور شام میں یا کسی بھی اور مقام پر خلافت کے قیام میں روکاوٹ مت بنو۔ اگر تم خلافت کے قیام کی جدوجہد کرنے والوں کی مدد نہیں کر سکتے تو کم از کم ان کی راہ میں روکاوٹ بن کر کھڑے بھی مت ہو۔ اور متقیوں کے لیے اچھے نتیجے کی امید ہے"۔

سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ

"عنقریب مجرموں کو ان کی سازشوں کے سبب اللہ کی طرف سے ذلت اور سخت عذاب کا سامنا ہو گا" (الانعام: 124)

شامی اتحاد کے سربراہ الجربا نے آج ہفتے کی رات 19 جنوری 2014 کو کیری اور فورڈ کے حکم سے جنیوا-2 میں شرکت کا علان کر دیا اور اس سے قبل بشار حکومت کے ساتھ مذاکرات نہ کرنے کے اپنے اعلان کو بھی بالائے طاق رکھ دیا بلکہ اتحاد کے اس قانون کو بھی پیروں تلے روند ڈالا جس کی رو سے کسی فیصلے کے لیے اس کے 121 ارکان میں سے دو تہائی کی حمایت ضروری ہے۔ وہ یہ سب بھول گیا بلکہ اس کے آقا کے دباؤ نے اس سے بھلا دیا اس لیے اس نے 81 کی بجائے صرف 58 ارکان کی حمایت کرنے پر ہی جنیوا-2 میں شرکت کا اعلان کر دیا۔ حمایت کرنے والے ارکان کی تعداد جس قدر بھی ہوتی یہ ذلیل اور رسوائے زمانہ اتحاد امریکہ کے حکم سے سرتابی کی ہمت نہیں کر سکتا کیونکہ یہ اتحاد امریکہ ہی کا بنایا ہوا ہے اور غلام اپنے آقا کے حکم کی خلاف ورزی کہاں کر سکتا ہے؟!

اتحاد کے سرغنہ نے کہا کہ ہم اپنے موقف پر قائم ہیں حالانکہ ان کا کوئی موقف ہی نہیں! بشار حکومت کے ساتھ مذاکرات نہ کرنے کی ان کی پکار اب بے نقاب ہو چکی ہے۔اب وہ صرف بشار کی برطرفی کی ضمانت پر اپنے موقف سے پسپائی اختیار کر چکے ہیں۔ اس ضمانت کے متعلق زبان حال بھی یہ کہہ رہی ہے کہ یہ طاق نسیان کی نظر ہو گی! کوئی شرائط اور کوئی ضمانت نہیں بلکہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے سامنے سربہ خم اور سر تسلیم خم کرنا ہے تا کہ نئی حکومت قائم کی جائے اور حسب سابق امریکہ کا تسلط قائم رہے اور پرانے بشار کی جگہ نیا بشار لے گا! اس اتحاد نے پہلے دن سے ہی اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مؤمنوں کے ساتھ خیانت کی ہے۔ اس کے اراکین ان ہی اہداف کا راگ الاپتے ہیں جس پر موجودہ سرکش بشار کاربند ہے یعنی سیکولر جمہوریت اور اسی طرح امریکہ کے گن گانا جیسا کہ پہلا سرکش کرتا ہے... جن لوگوں کی آنکھوں پر پردہ تھا اور اس اتحاد کے وجود میں آتے وقت وہ اس کو نہیں سمجھ سکے اب تو ان کی آنکھیں کھلنی چاہیے کیونکہ اب تاریکی چھٹ چکی ہے اور بہائے گئے خون اور دی گئی قربانیوں کو پاؤں تلے روندنے کی وجہ سے یہ اتحاد اندھوں کے سامنے بھی بے نقاب ہو چکا ہے۔ انھوں نے خون کے سیل رواں اور کھنڈرات پر کھڑے ہو کر اقتدار کی بندربانٹ کے لیے انسان، درخت اور پتھروں کو بھی جلا کر راکھ کرنے والی بشار حکومت سے مذاکرات کرنے کو قبول کیا، وہ سرکش جس نے میزائلوں، جلا کر راکھ کرنے والے مائع مواد کے ڈرموں بلکہ کیمیائی ہتھیاروں سے تباہی مچادی اور جلاؤ گھیراؤ، لوٹ مار اور عزتیں پامال کرنا اس کے علاوہ ہے...

اے سرزمین شام کے مخلص مسلمانو...اے وہ لوگو جن کا خون بہایا گیا، جن کی عزتیں پامال کی گئیں، جن کے اموال اور گھربار کو تباہ کیا گیا...!

اس اتحاد نے تمہاری پیٹھ پر ہی نہیں بلکہ سینے میں چھرا گھونپ دیا ہے۔ اس نے اپنی خیانت کو پوشیدہ نہیں رکھا بلکہ بھرے بازار میں اس کی نمائش کر دی... اس نے کسی اِدھر اُدھر کی چیز سے اپنے ستر کو بھی نہیں چھپایا بلکہ شرم وحیا کو سرے عام بیچ ڈالا، دن دھاڑے اپنے منہ پر جرم کی کالک مل لی، یہاں تک کہ ان کے منہ ان کے جرائم کی وجہ سے اللہ کے اس فرمان کے مطابق بن گئے، (**يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ**) "مجرموں کو ان کی پیشانیوں سے پہچانا جائے گا اور ان کو سر کے بال اور ٹانگوں سے گھسیٹا جائے گا"۔ اے شام کے مسلمانو! اس اتحاد کا ہاتھ روک لو اور اس کو گٹھلی کی طرح نکال کر پھینک دو، اسلام کے مسکن شام کی سرزمین میں قدم رکھنے یا یہاں سے گزرنے بھی مت دو اوراس انقلاب کا اختتام بھی اسی طرح کرو جس طرح اس کی ابتدا کی تھی کہ یہ **"اللہ کے لیے ہے، یہ اللہ کے لیے ہے"**...یاد رکھو کہ جنیوا-1 اور جنیوا-2 دونوں امریکہ کے بُنے ہوئے جال ہیں جس کے بعد امریکی ساختہ حکومت کے قیام کے لیے، موجودہ بشار حکومت کی طرح امریکہ کے ساتھ وفاداری کی ضمانت لے کر، عسکری مداخلت کی جائے گی...ان تاروں کو ہی کاٹ دو اور بین الاقوامی مداخلت کے خلاف مزاحمت کرو۔ یہ مداخلت تم میں سے مخلص لوگوں کے خلاف ہے۔ امریکہ اور اس کے حاشیہ برداروں سے دوستی مت کرو کیونکہ صرف خائن اور ناشکرا شخص ہی ان سے دوستی کرتا ہے جو تھوڑی سے دنیا بلکہ کسی اور کی دنیا کے لیے اپنی آخرت کو بیچ ڈالتا ہے، اس کو بالآخر اس کے نتیجے میں کانٹوں کے سوا کچھ نہیں ملے گا، اس کے ساتھ بھی وہی ہو گا جو اس جیسیوں کے ساتھ اس پہلے ہو چکا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی رسوا ہو گا اور آخرت کا دن اس کے لیے انتہائی دردناک ہو گا، اللہ سبحانہ نے فرمایا:(**وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَى وَهُمْ لَا**

يَنْصَرُونَ) "اور آخرت کا عذاب اور بھی رسوا کن ہے اور ان کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی"۔

اے سرزمین شام کے مخلص مسلمانو...اے وہ لوگو جن کا خون بہایا گیا، جن کی عزتیں پامال کی گئیں، جن کے اموال اور گھر بار کو تباہ کیا گیا...!

تین سال سے تم اس حالت میں سرکش سے دو دو ہاتھ کر رہے ہو کہ عالمی سازشوں کے گہرے بادل چھائے ہوئے ہیں۔ امریکہ، اس کے اتحادی اور اس کے علاقائی عرب اور عجمی ایجنٹ لمحہ بہ لمحہ ان سازشوں میں اس کے شانہ بشانہ ہیں۔ ان عرب اور عجم میں سے جنہوں نے تمہاری مدد کے لیے آواز بلند کی تھی ان کی آوازیں بھی اُس چکی کی آواز ثابت ہوئی جس میں سے کوئی آٹا نہیں نکلتا۔ اس کے باوجود تم نے صبر کیا اور ڈٹے رہے، تمہاری فلک شگاف تکبیروں نے فضاء کو معطر کر دیا، تم نے طرح طرح کے مظالم کا سامنا کیا مگر پھر بھی تم نے انتہائی عزم اور حوصلے سے دشمن کو للکارا... ادھر یہ ایسا اتحاد جو کسی مؤمن کے بارے میں رشتہ داری اور قرابت کا بھی لحاظ نہیں رکھتا کس طرح اقتدار کی بندر بانٹ کے لیے سرکش سے مذاکرات کرتا ہے جیسا کہ کچھ ہوا ہی نہیں؟! اے اہل شام تم یقیناً امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی سازشوں کو ناکام بنانے پر قادر ہو، تم جنیوا-2 کانفرنس کو ناکام اور نامراد کر سکتے ہو...شام کے اندر صابر اور ثابت قدم رہو... تم ہی اس دھرتی بیٹے ہو...شام کی باگ ڈور تمہارے ہاتھ میں ہے، فائیو سٹار ہوٹلوں میں رہائش کی خواہش رکھنے والا یہ اتحاد خواہ خیانت میں کوئی بھی حد پار کرے، جرم میں جس درجے کو پہنچے، اگر تم اللہ کے ساتھ اخلاص اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صدق کا ثبوت دیتے ہوئے ثابت قدمی سے ان کے سامنے ڈٹے رہے تو یہ کچھ نہیں کر سکتے اور تب ہی یہ اتحاد ذلیل وخوار ہو کر پسپا ہو گا... لیکن مصیبت یہ ہے کہ یہ اتحاد تم میں سے کچھ لوگوں کی صفوں میں دراڑیں ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور اس سے بھی زیادہ تلخ بات یہ ہو گی کہ وہ بعض گروپوں کو راہِ راست سے ہٹانے میں کامیاب ہو اور ان کو قابو کر لے اور ان کے بل بوتے پر پرانے ایجنٹ حکمران کی جگہ نیا ایجنٹ حکمران لائیں، پھر بہایا گیا پاک خون اور دی گئی قربانیاں ان گروپوں پر لعنت کریں گی اور یہ گروپ اس اتحاد کے نرغے میں آئیں گے، **(كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا)** "اس (دھاگہ کاتنے والی) کی طرح جس نے بھرپور طریقے سے اپنے دھاگے کو کاتنے کے بعد برباد کر ڈالا" یوں یہ دنیا اور آخرت کے خسارے سے دوچار ہوں گے جو کہ کھلا خسارہ ہے۔

اے سرزمین شام کے مخلص مسلمانو...اے وہ لوگو جن کا خون بہایا گیا، جن کی عزتیں پامال کی گئیں، جن کے اموال اور گھر بار کو تباہ کیا گیا...!

قائد اپنے پیروکاروں سے جھوٹ نہیں بولتا اور حزب التحریر ڈرانے والے اور خوشخبری دینے والے کے طور پر تمہاری طرف متوجہ ہو رہی ہے:

تمہیں جنیوا-2 کی آگ میں گرنے سے ڈراتی ہے کیونکہ اتحاد کا حکومت کے ساتھ مذاکرات، طے شدہ طریقہ کار کے مطابق ہیں جس سے یہ بالکل انحراف نہیں کر سکتے اور جس کے نتیجے میں ایک نیا سرکش وجود میں آئے گا جو پرانے سرکش سے سوائے نام اور چہرے کی رنگت کے علاوہ کسی چیز میں مختلف نہیں ہو گا، جس پر امریکہ سوار ہو گا جیسا کہ وہ اس پہلے والے پر سوار تھا، یوں ایک بار پھر لعنت اور بدبختی تمہارا مقدر ہو جائے گی، تم ندامت کا اظہار کرو گے لیکن ندامت کا اس وقت کوئی فائدہ نہیں ہو گا، تم میں سے کوئی کہنے والا یہ بھی نہیں کہہ پائے گا کہ میں تو اپنی جان کا ذمہ دار ہوں گناہ اور ہلاکت جنیوا جانے والوں کے لیے ہے... یہ نہیں کہہ سکے گا، کیونکہ کسی قوم میں منکر کا ارتکاب ہو اور وہ اس کا سدباب نہ کرے تو اس کا وبال سب پر ہو گا...ابوداؤد نے اپنی سنن میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: اے لوگو... میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے **((مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي، ثُمَّ يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا، ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوا، إِلَّا يُوشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللَّهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ))** "جس قوم میں اللہ کی نافرمانی کے کام ہو رہے ہوں اور اس قوم کے لوگ اس کا سدباب کرنے پر قادر بھی ہوں مگر پھر بھی وہ اس کا سدباب نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ اپنی طرف سے ان سب کو عذاب میں مبتلا کر دیں"، اس لیے شام کے مسلمانوں اپنے آپ کو اللہ کے عذاب سے بچاؤ...۔

حزب تمہیں یہ خوشخبری بھی سناتی ہے کہ اگر تم نے اللہ کے ساتھ اخلاص، اس کے رسول ﷺ کے ساتھ صداقت، اپنے قول وفعل سے ریاست خلافت راشدہ کے قیام کے ذریعے اللہ کی شریعت کی حکمرانی پر اصرار کیا اور پکا عزم کر لیا کہ امریکہ اور اس کے حواریوں کی بالادستی کو اکھاڑ پھینکیں گے ...تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہارا مددگار رہو گا اور تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا، **(وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ)** "اور مؤمنوں کی مدد کرنا ہماری ذمہ داری ہے"، اور اللہ سے سچی بات کس کی ہو سکتی ہے؟

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَذِكْرَى لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَ هُوَ شَهِيدٌ

"بے شک اس میں اس شخص کے لیے نصیحت ہے جو دل ودماغ رکھتا ہے یا کان لگا کر سنتا ہے اور گواہ ہے"

18 ربیع الاول 1435ھ — **حزب التحریر**

19 جنوری 2014م

سوال کا جواب: خلافت قائم کرنے کیلئے مسلمانوں کو کتنے عرصے تک مہلت دی جائے گی

(Muafa Abu Haura کی طرف سے)

سوال: آپ نے میرے سوال کا جواب دیا، اللہ آپ کو جزا دے ... کیا یہ ممکن ہے کہ اس گفتگو کو کھل کر سامنے لایا جائے تا کہ دوسرے مسلمان اس سے مستفید ہو سکیں اور یہ جان سکیں کہ اگر کسی فکر کی کمزوری آشکارا ہو جائے تو حزب التحریر اور اس کا امیر حق وصداقت کو قبول کرنے میں کتنے مخلص ہیں؟

پہلی فکر جس پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں، اس مدت کے تعین سے متعلق ہے، جو مسلمانوں کو خلافت قائم کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ ایک بھائی نے، جس کا نام Aang Yulius ہے، مجھے یہ مضمون لکھ کر بھیجا:

خلافت کو قائم کرنے کیلئے مسلمانوں کو دی گئی مہلت کے حوالے سے حزب التحریر نے جس روایت کو دلیل بنایا ہے، کیا وہ صحیح ہے؟

حزب التحریر کے اختیار کردہ افکار میں سے ہے کہ تمام مسلمانوں پر خلیفہ کو مقرر کرنا فرض ہے اور وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا تین دن سے زائد عرصہ خلیفہ کے بغیر رہنا جائز نہیں۔ اگر ان پر تین دن ایسے گزر جائیں کہ ان میں کسی کو خلیفہ متعین نہ کیا جائے تو تمام مسلمان گناہ گار ہوں گے۔ عثمانی خلافت کے خاتمے کے بعد سے لے کر آج تک اسّی (80) برس کا زمانہ ان پر ایسا بیت چکا ہے کہ ان کی گردنوں پر خلیفہ کی بیعت کا طوق نہیں۔ لہٰذا ہر وہ شخص جو خلافت کے قیام کے لئے جدوجہد میں حصہ نہیں لیتا وہ گناہ گار ہے۔ حزب التحریر نے تین دن کی مدت کے تعین پر اجماع صحابہ کو دلیل بنایا ہے، چنانچہ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو جب زخمی کر دیا گیا اور ان کی وفات ہونے لگی، تو انھوں نے کبار صحابہ میں سے چھ کو نامزد کیا تا کہ اُن کی وفات کے بعد باہمی مشورے سے وہ اپنے میں سے کسی شخص کو خلیفہ منتخب کریں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ تیسرے دن کے گزر جانے کے بعد اگر کوئی ان میں سے فیصلے کی مخالفت کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پچاس دیگر صحابہ کو اس وصیت پر عمل کرنے کیلئے مقرر کیا۔ اکابر صحابہ کو اس وصیت کے بارے میں آگاہی ہوئی، مگر ان میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا، اس بات کے باوجود کہ یہ معاملہ ایسا تھا جس سے انکار کیا جا سکتا تھا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ خلافت کو قائم کرنے کیلئے تین دن کی مہلت کے تعین پر صحابہ کا اجماع ہے۔ اس فکر کی بنیاد تاریخ طبری کی وہ روایت ہے جو اس طرح سے ہے کہ: **(فان اجتمع خمسة ورضوارجلاً وابیٰ واحد فاشدخ راسه اواضرب راسه بالسیف وان اتفق اربعة فرضوارجلاً ،منهم وابیٰ اثنان فاضرب روؤسهم......)** "تو اگر پانچ آدمی کسی ایک شخص پر متفق ہو جائیں، جبکہ ان میں سے ایک انکار کرے تو اس کا سر تلوار سے توڑ دو یا تلوار سے مار دو اور اگر چار متفق ہو جائیں جبکہ دو اختلاف کریں تو ان دونوں کی گردن مار دو......" یہ حزب التحریر کی باضابطہ فکر ہے، جو اس کی تبنی کردہ کتب میں بیان کی گئی ہے، اس کو شباب نے حزب التحریر یا اپنے ذاتی نام کے ساتھ شائع کیا ہے۔ یہی فکر کتاب 'اجهزة دولة الخلافة' میں 'باب المدة التی یمهل فیهاالمسلمون لاقامة الخلافة' صفحہ /53 پر بیان کی گئی ہے۔ اسی طرح نظام الاسلام میں خلیفہ کو فائز کرنے کے طریقے کے بیان میں ذکر گیا ہے اور دیگر کتابوں میں بھی یہی فکر موجود ہے۔

یہاں جو سوال ہے وہ اس روایت کا ضعیف ہونا ہے، کیونکہ اس کی سند میں **'ابو مخنف'** آیا ہے جو کہ رافضی شیعہ تھا، اس کے بارے میں امام جرح و تعدیل ابن معین نے کہا ہے **'لیس بثقة'** یعنی اس کا کوئی بھروسہ نہیں۔ نیز اس کی سند میں مجہول راوی ہیں، کچھ راوی مدلس ہیں، جنھوں نے **'عن'** کے لفظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ایک روایت اور بھی ہے جس کا مفہوم طبری کی روایت کے مطابق ہے، لیکن سند منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ابن سعد نے طبقات کبریٰ میں اسی طرح کی روایت نقل کی ہے، جس میں **'سماک ابن حرب الذهلی البکری'** شامل ہے، جس کو حفاظ الحدیث نے **'صدوق وقد تغیر'** بتلایا ہے، یعنی وہ سچے ہیں مگر وہ بعد میں بدل گئے تھے اور چونکہ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کی ملاقات ممکن نہیں، اس لئے یہ روایت منقطع ہے۔

معنوی طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ طبری کی روایت اور اس کی مثل دیگر روایات کی تصدیق ممکن ہی نہیں کیونکہ ان کی روایات صحیح روایات کے مخالف ہیں، ہمیں مندرجہ ذیل نکات کو دیکھنا چاہئے:

یہ کیسے ممکن ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کبار صحابہ کو قتل کرنے کا حکم دیں اور یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیونکر ایسی بات کرتے جبکہ وہ جانتے تھے کہ یہ آپ ﷺ کے برگزیدہ صحابہ ہیں۔

اس بنا پر یہ واضح ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے ... چنانچہ خلافت کے قیام کیلئے مسلمانوں کو تین دن کی مہلت پر اس روایت سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ان لوگوں کا قول بھی باطل ہو جاتا ہے جو خلافت کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ کے تقرر سے اختلاف کرنے والے کے قتل کا حکم دیا تھا"۔ تو اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تسلی بخش جواب کا انتظار رہے گا۔

جواب: آپ نے سوال کی ابتداء میں چند امور کاذکر کیاہے جو میری توجہ کا باعث بنے، جن کی طرف میں جواب دینے سے پہلے اشارہ کرنا چاہوں گا۔

ا۔ سوال Muafa Abu Haura کی طرف سے ہے اور اس میں جس آرٹیکل کو استعمال کیاہے وہ Aang Yulius کے نام سے ہے۔

ب۔ آپ نے پوچھاہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ اس گفتگو کو کھل کر سامنے لایا جائے تاکہ دوسرے مسلمان اس سے مستفید ہوسکیں اور یہ جان سکیں کہ اگر کسی فکر کی کمزوری آشکارا ہو جائے تو حزب التحریر اور اس کا امیر حق و صداقت کو قبول کرنے میں کتنے مخلص ہیں، تو بات کیسے ہو گی جبکہ آپ حزب کی رائے کی کمزوری طے ہی کر چکے ہیں۔اور آپ گفتگو کے اختتام کا انتظار کیوں نہیں کرتے تاکہ فکر کی کمزوری اور قوت دیکھ لی جائے... کیا یہ بہتر نہیں کہ بحث کے اختتام سے قبل ہی رائے کی کمزوری کو طے نہ کیا جائے؟

ج۔ آپ نے ہمیں السلام وعلیکم نہیں کہا، ہاں! آپ نے دعا دی ہے، وہ بھی ایسی کہ ہم جانتے ہی نہیں کہ دعا ہمارے حق میں کی جارہی ہے یا ہمارے خلاف، آپ نے کہاہے کہ اللہ آپ کو جزاء (بدلہ) دے... لیکن اس بدلے کی نوعیت نہیں بتائی کہ یہ اچھا ہو گا یا بُرا۔

بہر حال ان تمام باتوں کے باوجود سابقہ نکتوں کا مطلب کچھ بھی ہو، میں اس کے بارے میں یوں ہی فرض کرلیتا ہوں کہ آپ کی نیت اچھی ہو گی اور آپ کے ساتھی کے مضمون کا جواب دیتا ہوں، اور توفیق تو اللہ ہی کی طرف سے ہے:

1۔ حزب التحریر اور اس کا امیر کسی ایسی گفتگو کو مسترد نہیں کرتے جو اس لئے کی جائے کہ حق کو بیان کیا جائے اور اس کی پیروی کی جائے اور پھر اس کی بنیاد پر خلافت کے قیام کے ذریعے اسلامی زندگی کے از سر نو آغاز کیلئے کام کیا جائے جو ایک عظیم فرض ہے، یعنی مسلمانوں کیلئے جائز نہیں کہ وہ منصب خلافت کے خالی ہونے کے بعد تین دن سے زیادہ عرصے تک خلیفہ کے تعین میں سستی دکھائیں، ورنہ جو شخص اس کام کی قدرت رکھتے ہوئے بھی اس کو نہ کرے گا تو وہ گناہ گار ہو گا۔

2۔ مضمون لکھنے والے نے طبری کی روایت کو لیاہے جس میں **'ابو مخنف'** ہے اور اس کے بارے میں نقل کیاہے کہ وہ غیر ثقہ ہے، پھر کچھ دیگر راویوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ مجہول ہیں کچھ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ 'عنعنہ' کے صیغے کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

پھر طبقات ابن سعد کی ایک روایت کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کی سند میں **'سماک بن حرب'** ہے، اس کے بارے میں کہاہے کہ 'صدوق وقدتغیر' اور یہ کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ملے...

3۔ بے شک مضمون لکھنے والے نے اہم مسئلہ پر بات کی ہے، لیکن اس نے ایک ہی روایت پر بات کی ہے، باوجود یکہ یہ مسئلہ "تین دن کی مہلت اور مخالف کا قتل" کوئی خفیہ کارروائی نہیں تھی بلکہ کثیر صحابہ کی موجودگی میں سب کچھ ہوا اور اس کے بارے میں اور بھی روایات آئی ہیں ... پھر اس کا یہ کہنا کہ اس روایت کے بعض راوی مجہول (نامعلوم) ہیں، تو یہ کوئی حجت نہیں کہ وہ کسی راوی کو مجہول کہہ دے کیونکہ اس سے زیادہ قوی حافظے والوں کے ہاں یہ راوی مجہول نہیں! اسی طرح 'عنعنہ' کو اس روایت کے ضعف پر دلیل کے طور پر دیکھنا علم مصطلح الحدیث (the knowledge and science of terminology of the hadeeth) سے ناواقفیت کی بین دلیل ہے، کیونکہ 'عنعنہ' کے ساتھ روایت شدہ حدیث اگر سند کی شرائط پر پوری اترتی ہو تو وہ مقبول ہوتی ہے۔

4۔ حدیث کو رَد یا قبول کرنے کیلئے سمجھ کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کہ علم مصطلح الحدیث کے اصول و فروع سے بھی آگاہی ہونی چاہئے، اس لئے آپ کے ساتھی کے مضمون کا جواب دینے سے پہلے چند اصولی باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں، اگر انھیں اس علم سے واقفیت ہو تو شاید وہ سمجھ پائیں گے۔

حدیث کے کچھ راوی ایسے ہیں جو بعض محدثین کے نزدیک ثقہ (بااعتماد) ہیں اور بعض کے نزدیک ثقہ نہیں، یا بعض محدثین کے نزدیک مجہول ہوتے ہیں جبکہ بعض کے ہاں مشہور ہوتے ہیں۔ اسی طرح کئی احادیث ایسی ہیں جو ایک سند سے تو صحیح نہیں ہوتی مگر دوسری سند کے ساتھ صحیح ہوتی ہیں۔ کچھ ایسی احادیث ہیں جو بعض محدثین کے نزدیک معتبر نہیں اور ان پر وہ طعن کرتے ہیں جبکہ بعض محدثین کے ہاں معتبر سمجھی جاتی ہیں اور ان کو حجت سمجھتے ہیں۔ کچھ ایسی احادیث بھی ہیں جن کو محدثین نے تو مطعون کیاہے، لیکن عام فقہاء ان کو قبول کرتے ہیں اور ان کو دلیل بناتے ہیں۔ تو کسی حدیث کو صحیح یا حسن سمجھ کر کسی ایک رائے یا تمام آراء کو لوگوں پر تھوپنا درست نہیں، یہ حدیث کے واقع کے خلاف ہے۔ جو شخص فقہاء کے اجتہادات پر نظر ڈالے گا تو وہ دیکھے گا کہ ایک مجتہد کسی حدیث سے استدلال کرتا ہے جبکہ دوسرا اس کو نہیں لیتا، کیونکہ وہی حدیث پہلے کے نزدیک صحیح اور قابل عمل ہوتی جبکہ دوسرے کے نزدیک نہیں...اس لئے حدیث پر طعن (تنقید) یا اس کی ردوقدح میں نہایت احتیاط، بصیرت، دقیقہ سنجی اور سوچ سمجھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ حدیث کے رُواۃ اور احادیث کی جستجو میں مگن رہنے والا محدثین کے درمیان اس میں بہت زیادہ اختلاف پائے گا، اس کی بہت زیادہ مثالیں ملتی ہیں:

مثلاً: **((روى ابو داود عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال :قال رسول**

الله صلى الله عليه وسلم: الْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ .يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ، وَيُجِيرُ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ، وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ يَرُدُّ مُشِدُّهُمْ عَلَى مُضْعِفِهِمْ، وَمُتَسَرِّيهِمْ عَلَى قَاعِدِهِمْ)) "ابو داؤد نے عمرو بن شعیب سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے والد سے (یعنی عمرو کے دادا سے) روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے خون برابر ہیں، ادنیٰ مسلمان کسی کافر کو امن دے سکتا ہے اور اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح دور کا مسلمان پناہ دے سکتا ہے (اگرچہ اس سے نزدیک والا موجود ہو)، دوسروں کے مقابلے میں وہ ایک ہاتھ ہیں (اپنے مخالفین پر ایک دوسرے کی مدد کریں) اور جس کی سواری تیز رفتار ہو وہ ان کے ساتھ رہے جس کی سواری کمزور ہو اور جب لشکر میں سے کوئی ٹکڑی نکل کر مال غنیمت حاصل کرے تو باقی لوگوں کو بھی اس میں شریک کرے"۔ تو عمرو بن شعیب جو اس حدیث کا راوی ہے اور **عن ابيه عن جده** میں مشہور بحثیں ہیں، لیکن اس کے باوجود اس کی حدیث کو بہت زیادہ لوگوں نے حجت مانا ہے، جبکہ دوسروں نے اس کو مسترد کر دیا ہے۔

یا جیسے دار قطنیؒ نے حسن بن عبادہ اور انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: **((مَا وُزِنَ مِثْلٌ بِمِثْلٍ إِذَا كَانَ نَوْعًا وَاحِدًا وَمَا كِيلَ فَمِثْلُ ذَلِكَ، فَإِذَا اخْتَلَفَ النَّوْعَانِ فَلَا بَأْسَ بِهِ))** "جہاں ایک قسم کی چیزوں کے درمیان تبادلہ کیا جائے تو وزن میں بھی یکسانیت ضروری ہو گی یا جو کسی خاص پیمانہ کے ساتھ تولے جائیں تو بھی وزن میں برابری ضروری ہے اور جہاں دو مختلف نوع ہوں وہاں برابری ضروری نہیں۔" اس حدیث کی سند میں ربیع بن صبیح ہے جس کو ابوزرعہ نے ثقہ مانا ہے اور ایک گروہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے... اس لئے اگر کوئی اس حدیث سے یا کسی دوسری حدیث سے جس میں ربیع بن صبیح ہو استدلال کرے تو یہ شرعی دلیل سے استدلال ہو گا۔

اور جیسے احمد نے روایت کی ہے **((قال حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ، فَقَالَ: أَلَيْسَ يَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ قَالُوا: بَلَى. فَكَرِهَهُ. ورواه أبو داود بلفظ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّ زَيْدًا أَبَا عَيَّاشٍ، أَخْبَرَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاص قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ عَنْ شِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ؟ قَالُوا نَعَمْ، فَنَهَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ))** "احمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابن نمیر نے حدیث بیان کی، ان کو مالک بن انس نے ان کو عبد اللہ بن یزید مولیٰ الاسود بن سفیان نے، وہ روایت کرتے ہیں ابی عیاش سے وہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ: ایک مرتبہ کسی نے نبی ﷺ سے پوچھا کیا کہ تر کھجور کو خشک کھجور کے بدلے بیچنا جائز ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: کیا تازہ کھجور کا خشک ہونے پر وزن گھٹ جاتا ہے، لوگوں نے عرض کیا، ایسا ہی ہے، اس پر آپ ﷺ نے اسے ناپسندیدہ قرار دیا۔ اسی حدیث کو ابو داؤد نے یوں روایت کیا ہے: ہمیں عبد اللہ بن مسلمہ نے مالک سے عبد اللہ بن یزید سے روایت کیا کہ زید ابو عیاش نے انہیں بتلایا: سعد بن ابی وقاص نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب آپ ﷺ سے تازہ کھجور کے بدلے خشک کھجور خریدنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: کیا تازہ کھجور خشک ہونے پر کم رہ جاتی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں، تو آپ ﷺ نے پوچھنے والے کو اس سے منع کیا"۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے صحیح کہا ہے اور ایک جماعت نے اس کی علت بیان کی ہے، جن میں سے طحاوی طبری ابن حزم اور عبد الحق ہیں۔ علت اس طرح بتائی ہے کہ اس کی سند میں زید ابو عیاش ہے جو کہ مجہول ہے۔ تلخیص میں کہا ہے کہ اس کا جواب یہ ہے کہ دار قطنی نے زید کے بارے میں کہا: وہ ثقہ ہیں اور منذری نے کہا: ان سے دو ثقہ راویوں نے روایت کی ہے اور مالکؒ نے ان پر اعتماد کیا ہے باوجودیکہ وہ حدیث کی جانچ پرکھ میں حد درجہ متشدد ہیں۔ تو اگر کوئی اس حدیث کو دلیل بنائے یا زید ابو عیاش کی کسی دوسری حدیث سے استدلال کرے گا تو یہ شرعی دلیل کے ساتھ استدلال سمجھا جائے گا۔

اس بناپر متعلقہ دوسری روایات سے صرفِ نظر کر کے صرف ایک روایت سے حکم کو مستنبط نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ ہی جرح و تعدیل میں تمام دیگر پہلوؤں کو چھوڑ کر فقط ایک ہی پہلو کو لینا کافی ہوتا ہے، بلکہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو مد نظر رکھنا چاہئے۔

5۔ آیئے اب ان بعض پہلوؤں پر بحث کرتے ہیں جن کو مضمون والا نہ جان سکا یا جان بوجھ کر توجہ نہیں دی۔

طبری کی روایت پر اس نے جو وضاحت (commentary) لکھی ہے، اس میں **'ابو مخنف'** پر توجہ مرکوز رکھی ہے، لیکن ابی مخنف کے ساتھ اس روایت میں شریک راوی کو چھوڑ دیا ہے، طبری کی روایت بتاتی ہے: **((حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ شبة، قال :حدثنا علي بن محمد، عن وَكِيعٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الأَنْصَارِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عن قتادة، عن "شهر بن حوشب وابى مِخْنَفٍ"، عَنْ يُوسُفَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ وَمُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَيُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الأَوْدِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا طُعِنَ ...فَقَالَ "..."))** "ہمیں عمر بن شبّہ نے، ان سے علی بن محمد نے حدیث بیان کی، وہ روایت کرتے ہیں وکیع سے، وہ اعمش سے، وہ ابراہیم اور محمد بن عبد اللہ الانصاری سے، وہ ابن ابی عروبہ سے، وہ قتادہ سے، وہ شہر

بن حوشب اور ابو مخنف سے، وہ یوسف بن یزید سے، وہ عباس بن سہل اور مبارک بن فضالہ سے، وہ عبیداللہ بن عمر اور یونس بن اسحاق سے، وہ عمرو بن میمون الاَودِیؒ سے کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا...تو کہا...(الی آخرہ)"۔ تو مضمون میں ابو مخنف پر یہ کہہ کر توجہ مرکوز کئے رکھی کہ وہ ضعیف ہے، جب کہ شہر بن حوشب کو جو ابو مخنف کے ساتھ یوسف بن یزید سے اس روایت میں شریک ہے، کیونکہ قتادہ نے ابو مخنف اور شہر بن حوشب سے روایت کی ہے اور ان دونوں نے یوسف بن یزید سے کی ہے، مگر اس نے صرف ابو مخنف کو ذکر کیا ہے، اور شہر بن حوشب کا ذکر اس لئے نہ کر سکا کہ اس کو ایک جماعت نے ثقہ کہا ہے۔

العجلیؒ (متوفی 261ھ) نے اپنی کتاب "الثقات" میں کہا ہے کہ: شہر بن حوشب شامی ثقہ تابعی ہیں۔

الہیثمیؒ (متوفی 807ھ) نے شہر بن حوشب کے بارے میں "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" میں کئی مواضع پر بات کی ہے۔ ایک جگہ کہتے ہیں: شہر بن حوشب، اس کو ثقہ کہا گیا ہے۔ دوسری جگہ کہتے ہیں: شہر بن حوشب، اس کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے، لیکن احمد، ابن معین، ابوزرعہ اور یعقوب بن شیبہ نے ان کو ثقہ کہا ہے، اسی طرح ایک اور جگہ کہتے ہیں: شہر بن حوشب، اس میں کلام کیا گیا ہے، لیکن اس کو کئی لوگوں نے ثقہ کہا ہے۔

ابن شاہین (متوفی 385ھ) اپنی کتاب "تاریخ أسماء الثقات" میں کہتے ہیں کہ شہر بن حوشب ثبت ہے، ایک اور روایت کے ذیل میں اس کے بارے میں کہتے ہیں: شامی ہے، بصرہ آیا تھا، اشعریوں میں سے ہے اور ثقہ ہے۔

اس لئے قتادہ نے ابو مخنف اور شہر بن حوشب دونوں سے نقل کیا، صرف ابو مخنف سے نہیں، مگر مضمون والے نے شہر بن حوشب سے بے توجہی برتی کیونکہ اس کو بہت سے لوگوں نے ثقہ مانا ہے۔ یہ طبری کی روایت کے حوالے سے تھا۔

- ابن سعد کی طبقات میں روایت کی جہاں تک بات ہے تو مضمون لکھنے والے نے طبقات کی ایک روایت کا ذکر کیا ہے جس میں سماک ہے۔

یہ روایت اس طرح ہے۔ **((قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ سِمَاكٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا حُضِرَ قَالَ إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَسُنَّةٌ وَإِلا أَسْتَخْلِفْ فَسُنَّةٌ. تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ولم يَسْتَخْلِفْ. وَتُوُفِّيَ أَبُو بَكْرٍ فَاسْتَخْلَفَ"...، وقد ذكر صاحب المقالة أن سماك الذي وُصف "بالصدوق وقد تغير" لا يمكن اتصاله بعمر...))** "ہمیں عبداللہ بن بکر السہمی نے حدیث بیان کی کہ ہمیں حاتم بن ابی صغیرہ نے سماک سے روایت کی کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وفات سے قریب ہوئے تو فرمایا: اگر میں کسی کو اپنا جانشین مقرر کردوں تو بھی سنت ہے نہ بھی کروں تو بھی سنت ہے، آپ ﷺ کی وفات اس حال میں ہوئی جب کہ کسی کو جانشین نہیں بنایا، ابو بکر کی وفات ہوئی تو اس نے اپنا جانشین بنالیا"۔ مضمون والے نے ذکر کیا ہے کہ سماک جس کو "صدوق وقد تغیر" کہا گیا ہے، کی ملاقات عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ناممکن ہے......

مگر ابن حبان (المتوفی 354ھ) نے اپنی کتاب "الثقات" میں سماک بن حرب کے بارے میں کہا ہے: سماک بن حرب البکری کوفہ والوں میں سے ہے۔ ان سے الثوری اور شعبہ روایت کرتے ہیں، حماد بن سلمہ یہ کہتا تھا کہ سماک بن حرب نے کہا: میں نے نبی ﷺ کے اسیّ صحابہ کو پایا۔ سماک، ہشام بن عبد الملک کے دور میں جب کہ اس نے یوسف بن عمر کو عراق کا والی بنایا، وفات پا گیا۔ یہ سماک بن حرب بن اوس بن خالد بن نزار بن معاویہ بن عامر بن ذھل ہے۔

اسی طرح ابن شاہین اپنی کتاب "تاریخ أسماء الثقات" میں کہتے ہیں کہ: سماک بن حرب (ثقہ) نے کہا: ہمیں عبداللہ بن محمد البغوی نے کہا: ہمیں محمد بن غیلان نے کہا: ہمیں مؤمل نے کہا وہ سلمہ سے وہ سماک بن حرب سے روایت کرتے ہیں کہ: میں نے نبی ﷺ کے اسیّ اصحاب کو پایا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سماک نے اسی صحابہ کو پایا یہ تعداد اتنی ہے کہ اگر عمر سے ان کی ملاقات نہ بھی ہوئی ہو تو کسی ایسے صحابی سے ضرور ہوئی ہے جو عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتا ہو اور یہ واضح ہے کہ کسی صحابی کا سند میں سے ساقط ہونے سے حدیث کی سند کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

- اس کے ساتھ ابن سعد نے اس حوالے سے اور بھی روایات ذکر کی ہیں جن کے اندر سماک موجود نہیں، انہی روایات میں سے ایک روایت یہ ہے:

((قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلَ بْنِ يُونُسَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: شَهِدْتُ عُمَرَ يَوْمَ طُعِنَ ...ثُمَّ قَالَ: ادْعُوا لِي عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَسَعْدًا... ثُمَّ قَالَ: ادْعُوا لِي صُهَيْبًا. فَدُعِيَ فَقَالَ: صَلِّ بِالنَّاسِ ثَلَاثًا وَلْيَخْلُ هَؤُلَاءِ الْقَوْمُ فِي بَيْتٍ فَإِذَا اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُلٍ فَمَنْ خَالَفَهُمْ فَاضْرِبُوا رَأْسَهُ...)) "ہمیں عبید اللہ بن موسیٰ نے بتایا وہ کہتے ہیں، ہمیں اسرائیل بن یونس نے اسحاق سے عمرو بن میمون سے روایت کی وہ کہتے ہیں: جس دن عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا میں اس کے پاس آیا... پھر کہا: میرے لئے علی، عثمان، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد کو بلالاؤ... پھر کہا صہیب کو بلاؤ، وہ آیا تو ان سے کہا کہ تین دن لوگوں کو آپ نماز پڑھائیں گے اور یہ لوگ کسی گھر میں یکسو ہو جائیں جب

ان کا کسی آدمی پر اتفاق ہو جائے تو جو کوئی ان کی مخالفت کرے اس کی گردن اُڑادو"۔

عمرو بن میمون نبی ﷺ کے عہد مبارک میں مسلمان ہوئے تھے اور سو حج کئے تھے جبکہ ایک قول کے مطابق ستر حج کئے۔ اس نے اپنی زکوٰۃ آپ ﷺ کو ادا کی، جیسا کہ اسد الغابہ میں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ عمر رضی اللہ عنہ کے زخمی ہو جانے کے وقت موجود تھے۔

((قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى أَبِي طَلْحَةَ الأَنْصَارِيِّ قُبَيْلَ أَنْ يَمُوتَ بِسَاعَةٍ فَقَالَ: يَا أبا طلحة كن في خمسين من قومك مِنَ الأَنْصَارِ مَعَ هَؤُلاءِ النَّفَرِ أَصْحَابِ الشُّورَى فَإِنَّهُمْ فِيمَا أَحْسِبُ سَيَجْتَمِعُونَ فِي بَيْتِ أَحَدِهِمْ. فَقُمْ عَلَى ذَلِكَ الْبَابِ بِأَصْحَابِكَ فَلا تَتْرُكْ أَحَدًا يَدْخُلُ عَلَيْهِمْ وَلا تَتْرُكْهُمْ يمضي اليوم الثالث حتى يؤمروا أحدهم. اللهم أَنْتَ خَلِيفَتِي عَلَيْهِمْ)) "ہم سے محمد بن عمر نے کہا: مجھے محمد بن موسیٰ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے انس بن مالک سے، اس نے کہا: عمر بن الخطاب نے ابو طلحہ انصاری کو اپنی وفات سے کچھ دیر پہلے پیغام بھیجوایا: اے ابو طلحہ تم اپنی انصار کی قوم میں سے پچاس آدمیوں یعنی اہل شوریٰ کے لوگوں کو ساتھ لے کر آؤ، میرا خیال ہے کہ یہ لوگ کسی گھر میں اکٹھے ہونے والے ہیں تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس دروازے پر کھڑے ہو جانا، کسی کو اندر نہیں آنے دینا اور ان لوگوں کو تیسرے دن سے پہلے باہر نہ آنے دو یہاں تک کہ وہ کسی کو امیر منتخب کر لیں۔ اے اللہ تو ہی میرے بعد ان کا نگہبان ہو"۔

((قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِي الْحُوَيْرِثِ قَالَ: قَالَ عُمَرُ فِيمَا أَوْصَى بِهِ: فَإِنْ قُبِضْتُ فَلْيُصَلِّ لَكُمْ صُهَيْبٌ. ثَلاثًا. ثُمَّ أَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ فَبَايِعُوا أَحَدَكُمْ...)) "ہمیں محمد بن عمر نے بتایا وہ کہتے ہیں مجھے موسیٰ بن یعقوب نے ابو الحوریث سے بیان کیا اس نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں کہا کہ: اگر میری روح قبض کر لی جاتی ہے تو صہیب تمہیں تین دن جماعت کرائے، پھر سب اکٹھے ہو کر اپنے میں سے کسی ایک کو بیعت دیدو"۔

ان روایات سے واضح ہے کہ ابن سعد نے کئی روایات نقل کی ہیں، مگر مضمون والے نے اس روایت پر جس میں سماک ہے شبہ اٹھایا، باقی سب کو چھوڑ دیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسے حق تک رسائی کی کوئی فکر نہیں بلکہ اہل حق کو تشویش میں ڈالنا چاہتا ہے، اگرچہ وہ ایسا نہیں کر پائے گا۔

- اس سب کے علاوہ دیگر روایات بھی ہیں جو ابن شبّہ نے اپنی کتاب 'تاریخ المدینة ' میں محفوظ کیں ہیں۔ میں یہاں تین روایات نقل کرنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔

((حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْعُلَيْمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَوْلًى لِآلِ ابْنِ عَفَّانَ :أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَمَرَ صُهَيْبًا أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثَلَاثًا، وَقَالَ: لَا يَأْتِيَنَّ عَلَيْكُمْ ثَالِثَةٌ، أَوْ لَا يَخْلُوَنَّ عَلَيْكُمْ ثَالِثَةٌ حَتَّى تُبَايِعُوا لِأَحَدِكُمْ، يَعْنِي أَهْلَ الشُّورَى، ثُمَّ اتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكِمْ، وَلَا تُشَاقُّوا وَلَا تُنَازِعُوا وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْأَمِيرَ---)) "ابو بکر العُلیمی نے حدیث بیان کی ان کو النضر بن شمیل نے ان کو ابن المبارک نے ان سے آل ابن عفان کے آزاد کردہ ایک غلام نے کہ: عمر رضی اللہ عنہ نے صہیب کو حکم کیا کہ وہ تین دن لوگوں کو نماز پڑھائے اور کہا کہ: تمہارے اوپر تیسری رات نہ آئے یا یہ کہا تمہارے اوپر تیسری رات ایسی نہ گزرے یہاں تک کہ تم کسی ایک شخص کو بیعت دیدو، یہ اہل شوریٰ سے کہا، پھر کہا کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور آپس کے تعلقات اچھی طرح نبھاؤ، آپس میں اختلاف مت کرنا، ایک دوسرے کے ساتھ نزاع مت کرنا، اللہ، اس کے رسول اور امیر کی اطاعت کرو..."

((حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَا قَالَ: عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ طُعِنَ: لِيُصَلِّ بِكُمْ صُهَيْبٌ ثَلَاثًا، وَلْتُنْظِرُوا طَلْحَةَ، فَإِنْ جَاءَ إِلَى ذَلِكَ، وَإِلَّا فَانْظُرُوا فِي أَمْرِكُمْ، فَإِنَّ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُتْرَكُ فَوْقَ ثَلَاث سُدًى)) "ہمیں حبان بن بشیر نے روایت بیان کی، وہ کہتے ہمیں یحییٰ بن آدم نے ہمیں ابن ادریس نے طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ سے، عیسیٰ بن طلحہ اور عروہ بن الزبیر سے، ان دونوں نے کہا کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے، جب ان کو زخمی کیا گیا، کہا: تمہیں صہیب تین دن نماز پڑھائے اور طلحہ کو غور و فکر کا موقع دیدو، اگر وہ آئے تو ٹھیک ہے ورنہ اپنے معاملے میں سوچو، کیونکہ امت محمدیہ ﷺ کو تین دن سے یوں ہی بے کار نہیں چھوڑا جاتا۔

((وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ غُسِّلَ وَكُفِّنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ، وَكَانَ شَهِيدًا، وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :إِذَا مِتُّ فَتَرَبَّصُوا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ صُهَيْبٌ، وَلَا يَأْتِيَنَّ الْيَوْمُ الرَّابِعُ إِلَّا وَعَلَيْكُمْ أَمِيرٌ مِنْكُمْ، وَيَحْضُرُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ مُشِيرًا، وَلَا شَيْءَ لَهُ فِي الْأَمْرِ، وَطَلْحَةُ شَرِيكُكُمْ فِي الْأَمْرِ، فَإِنْ قَدِمَ فِي الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ فَأَحْضِرُوهُ أَمْرَكُمْ، وَإِنْ مَضَتِ الْأَيَّامُ الثَّلَاثَةُ قَبْلَ قُدُومِهِ فَاقْضُوا أَمْرَكُمْ......وَقَالَ لِلْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ: إِذَا وَضَعْتُمُونِي فِي حُفْرَتِي فَاجْمَعْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ فِي بَيْتٍ حَتَّى يَخْتَارُوا رَجُلًا مِنْهُمْ ، وَقَالَ لِصُهَيْب: صَلِّ بِالنَّاسِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَأَدْخِلْ عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَطَلْحَةَ إِنْ قَدِمَ، وَأَحْضِرْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، وَلَا شَيْءَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ، وَقُمْ عَلَى رُءُوسِهِمْ، فَإِنِ اجْتَمَعَ خَمْسَةٌ وَرَضُوا رَجُلًا وَأَبَى وَاحِدٌ فَاشْدَخْ

رَأْسَهُ أَوِ اضْرِبْ رَأْسَهُ بِالسَّيْفِ، وَإِنِ اتَّفَقَ أَرْبَعَةٌ فَرَضُوا رَجُلًا مِنْهُمْ وَأَبَى اثْنَانِ فَاضْرِبْ رُءُوسَهُمَا، فَإِنْ رَضِيَ ثَلَاثَةٌ رَجُلًا مِنْهُمْ وَثَلَاثَةٌ رَجُلًا مِنْهُمْ فَحَكِّمُوا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ حَكَمَ لَهُ فَلْيَخْتَارُوا رَجُلًا مِنْهُمْ، فَإِنْ لَمْ يَرْضَوْا بِحُكْمِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَكُونُوا مَعَ الَّذِينَ فِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَاقْتُلُوا الْبَاقِينَ إِنْ رَغِبُوا عَمَّا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ النَّاسُ...)) "ہمیں محمد نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں ہمیں موسیٰ بن عقبہ نے، ہمیں نافع نے بیان کیا کہ اسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین کی گئی، اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اسے شہید کیا گیا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ: جب میں مر جاؤں تو تین دن انتظار کرو، صہیب لوگوں کو جماعت کرائے، چوتھا دن ایسا نہ آئے کہ تمہارا امیر نہ ہو جو تم ہی میں سے ہو، عبداللہ بن عمر بطور مشیر آئے گا، اس کے علاوہ اس معاملے میں اس کا کوئی عمل دخل نہیں ہو گا، طلحہ اس میں شریک ہو گا اگر وہ ان تین دنوں کے اندر آیا تو اس کو اس میں شامل کر دو، اگر وہ تین دن گزر جانے کے بعد آئے تو اپنے معاملے (امیر کے انتخاب) کا خود فیصلہ کرو... اور مقداد بن الاسود سے کہا: جب تم لوگ مجھے اپنی قبر میں رکھ دو تو اس جماعت کو کسی گھر میں اکٹھا کرو تاکہ وہ تم میں سے کسی کو چن لیں اور صہیب سے کہا: لوگوں کو تین دن نماز پڑھاؤ، علی، عثمان، زبیر، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف کو بلاؤ اور طلحہ کو بھی شامل کر لو اگر وہ آجائے، عبداللہ بن عمر کو ساتھ ملاؤ مگر ان کا حکومت کے معاملے میں کوئی عمل دخل نہیں ہو گا اور آپ ان کی نگرانی کریں، اگر (ان چھ میں سے) پانچ کا کسی ایک آدمی پر اتفاق ہو جائے اور ایک ان میں سے اختلاف کرے تو اس کا سر توڑ دو یا یہ کہا کہ اس کی گردن تلوار سے مار دو، اگر چار کا ایک شخص پر اتفاق ہو جائے دو اختلاف کریں تو ان دونوں کا سر مار دو، اگر تین آدمی ایک طرف ہوں اور تین دوسری طرف تو عبداللہ بن عمر کو حکم بناؤ وہ جس فریق کے بارے میں فیصلہ کرے تو وہ اپنے میں ایک آدمی کو منتخب کریں، اگر وہ عبداللہ بن عمر کے فیصلے سے ناخوش ہوں تو اس فریق کے ساتھ ہو جانا جس میں عبدالرحمٰن بن عوف ہو باقی حضرات اگر پھر بھی اختلاف کریں تو ان کو قتل کرو"۔

- پھر تین دن کی مہلت روایات میں مجمل ذکر کی گئی ہے، یعنی مخالف کے قتل کا ذکر نہیں، مثلاً "وہ لوگوں کو تین دن نماز پڑھائے " یا "تمہارے اوپر تیسری رات نہ آئے "، "کسی ایک کو بیعت کئے بغیر تیسرا دن نہیں گزرنا چاہئے "، "صہیب تین دن تمہیں نماز پڑھائے "، "ان پر تیسرا دن ایسا نہ گزرنے دے کہ وہ کسی کو اپنا امیر نہ بنا چکے ہوں"، "صہیب تمہیں تین دن نماز پڑھائے پھر تم سب اکٹھے ہو کر کسی ایک کو بیعت دیدو" جب کہ کچھ روایات مخالف کے قتل کے بارے میں تفصیلات بتاتی ہیں جیسے "لوگوں کو تین دن نماز پڑھاؤ... جب وہ کسی آدمی کو چن لیں تو جو اختلاف کرے اس کو قتل کر دو"... وغیرہ۔

اس سے پتہ چلا کہ مخالف کے قتل کے حوالے سے کچھ روایات مجمل ہیں کچھ مفصل، اب کیا وجہ ہے کہ مضمون والے نے صرف قتل کی روایات پر توجہ مرکوز کئے رکھی اور جن روایات میں قتل کا ذکر نہیں ان کو چھوڑ دیا؟ وہ یہی چاہتا ہے کہ قتل کے موضوع کو اچھالے تاکہ اس کی رائے کو ایک جذباتی قبولیت ملے، تاہم مخالف کے قتل کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ کی بات بہت زیادہ لوگوں کی موجودگی میں کی گئی جو اس بات کی دلیل ہے کہ تین دن انتہائی اہمیت کا حامل امر ہے۔

- اس بنا پر مضمون لکھنے والا اور اس کا ٹولہ جیسا کہ لگتا ہے، ان کا مقصد حق کو پہچاننا اور اس پر عمل کرنا نہیں بلکہ یہ کہ اہل حق کے درمیان انتشار پھیلایا جائے اور اس عظیم فرض کی ادائیگی میں، جس کو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ ﷺ کی تدفین پر مقدم کیا، اپنی کوتاہی اور بزدلی کیلئے ایک بہانہ تراش لیں۔

مضمون کے آخر میں یہ جو کہا ہے کہ "یہ کس طرح ممکن ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کبار صحابہ کو قتل کر دینے کا حکم کریں... اور کیسے ممکن ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ایسی بات کریں حالانکہ وہ جانتے تھے کہ یہ لوگ نبی کریم ﷺ کے چیدہ صحابہ ہیں" وغیرہ وغیرہ۔۔۔ تو بھئی احکام شرعیہ دلائل سے اخذ کئے جاتے ہیں نہ کہ اپنی خواہش یا فرضی باتوں سے۔

جو شخص ہماری پیش کردہ باتوں میں غور و فکر کرے گا، اس کو سمجھے گا تو وہ حق کا راستہ پا لے گا، انشاء اللہ۔ اور جو اپنے تکبر کی وجہ سے غلطی پر جما رہے اور یہی کہتا رہے کہ میں تو نہیں سمجھا اور اس طرح کے مضمون لکھتا رہے تو ایسے آدمی کو جواب دینا عبث ہے اسے اس سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہو گا، اس کو اللہ کے سپرد کریں گے، اللہ عزّوجل ہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

آپ کا بھائی

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

15 شعبان 1434ھ

24 جون 2013م

امریکی راج کے خاتمے کے لیے حزب التحریر ولایہ پاکستان کے ملک بھر میں مظاہرے

امریکی راج ختم کرو، ایمبیسی اڈے بند کرو

حزب التحریر ولایہ پاکستان نے ملک بھر میں خطے سے امریکی راج کے خاتمے کے مطالبے کے حق میں مظاہرے کیے۔ ان مظاہروں میں سیکڑوں افراد نے شرکت کی۔ مظاہرین نے بینرز اور کتبے اٹھا رکھے تھے جن پر تحریر تھا: **"دھماکے، بدامنی، عدم استحکام۔۔۔وجہ ہے امریکہ اور غدار حکمران۔۔۔واحد حل خلافت کا قیام"، "امریکی راج ختم کرو، ایمبیسی اڈے بند کرو"**۔ مظاہرین نے ملک میں بڑھتے ہوئے امریکی اثر و نفوذ کے خلاف شدید غم و غصے کا اظہار کیا اور افواج پاکستان میں موجود مخلص افسران سے مطالبہ کیا کہ ملک میں جاری فتنے کی اس جنگ سے نکلا جائے جسے امریکہ نے بھڑکایا ہے اور ایسا صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب آپ امریکی سفارت خانہ، قونصل خانوں، اڈوں اور ان کے انٹیلی جنس دفاتر کو بند اور امریکی سفارتی و فوجی اہلکاروں کو ملک بدر کریں۔

مظاہرین نے افواج پاکستان کے افسران سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کیے گئے اپنے عہد کو پورا کریں کہ وہ اس سرزمین اور اس کے باشندوں کی حفاظت کریں گے۔ انھوں نے مخلص افسران سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ وہ اس سرزمین پر امریکی راج کو مسلط کرنے والے سیاسی و فوجی قیادت میں موجود غداروں کو ہٹا کر پاکستان میں خلافت کے قیام کے لیے حزب التحریر کو نصرۃ فراہم کریں کیونکہ خلافت کا قیام ایک انتہائی اہم اسلامی فریضہ ہے اور صرف خلافت کا قیام ہی ملک پر نافذ کفریہ سرمایہ دارانہ نظام اور امریکی اثر و نفوذ کا خاتمہ کرے گا۔

مظاہرے میں شریک لوگوں نے اس بات کا عہد کیا کہ وہ پاکستان سے امریکی راج کے خاتمے اور خلافت کے قیام تک اپنی پرامن سیاسی و فکری جدوجہد جاری رکھیں گے اور اس راہ میں آنے والی تکالیف کا سامنا صبر و استقامت کے ساتھ کریں گے۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس




Peace is only through
Expulsion of America


Bombings, insecurity and instability








Bombings, insecurity
and instability,
The cause is America and
treacherous rules
Khilafah is the only solution
دھماکے ، بد امنی اور عدم استحکام
وجہ ھے امریکہ اورغدار حکمران
واحد حل صرف خلافت کا قیام


Mini Zoo


Wiping out the Raymond Davis network, will end the bombing campaign in the country
اے پاک فوج، امریکی راج ختم کرو!
امریکی ایمبیسی اور اڈے ختم کرو، جو دھماکوں اور
بدامنی کی اصل وجہ ہے
O Armed Forces of Pakistan! End the American embassies, consulates and bases Which are the cause of bombings and insecurity

مسلم دنیا میں اردو بولنے والوں کے لیے

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی اردو ویب سائٹ

www.hizb-ut-tahrir.info/info/urdu.php

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی ایک اردو ویب سائٹ ہے جس کو www.hizb-ut-tahrir.info کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امت میں اردو بولنے، لکھنے اور سمجھنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لئے یہ اردو ویب سائٹ معلومات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس ویب سائٹ پر پوری مسلم دنیا میں خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والی جماعت حزب التحریر کی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مختلف ولایات کی جانب سے جاری کی گئیں پریس ریلیز ز اور لیفلٹ دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ویب سائٹ پر مسلم دنیا میں حزب التحریر کی خلافت کے قیام کی زبردست جدوجہد کے حوالے سے تحریریں، تصاویر، آڈیوز اور وڈیوز بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس ویب سائٹ کے ذریعے حزب التحریر کے امیر، مشہور رہنما اور فقیہ، شیخ عطا بن خلیل ابوالرشتہ سے سوالات بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

یقیناً اردو زبان کی موجودگی خلافت کا تحفہ ہے کیونکہ یہ زبان ریاستِ خلافت کی مسلم افواج کی فوجی چھاؤنیوں میں وجود میں آئی تھی جن میں ترکی، فارس، عرب اور برِصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے مسلمان موجود ہوتے تھے۔ درحقیقت لفظ اردو ترک زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "لشکر" کے ہیں۔ آج کے دن تک اردو کا رسم الخط، اس کے الفاظ اور طرزِ تحریر قرآن اور خلافت کی سرکاری زبان عربی پر بے حد انحصار کرتی ہے۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان اردو زبان استعمال کرنے والے صحافیوں، میڈیا اور سوشل میڈیا کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ حزب التحریر کی جدوجہد اور کام سے مسلسل آگاہی کے لیے اس بہترین ویب سائٹ کو استعمال کریں۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس